سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: اکیسویں

رسالہ نمبر 4

فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللّٰہ ۱۳۲۶ھ

لفظ شہنشاہ کا مفہوم اور یہ کہ بیشک محبوبانِ خدا کا
بعطاءِ الٰہی دلوں پر قبضہ ہے

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
فقہ شنہشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللّٰہ ۱۳۲۶ھ
(لفظ شہنشاہ کا مفہوم اور یہ کہ بیشک محبوبانِ خدا کا بعطاء الٰہی دلوں پر قبضہ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم ط

مسئلہ ۱۶۶: از کانپور محلّہ فیل خانہ کہنہ مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل۔ مرسلہ سید محمد آصف صاحب ۸/ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

حامی سنت، ماحی بدعت جناب مولانا صاحب دَامَتْ فُیُوْضُھُمْ، بعد سلام مسنون الاسلام، التماس مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوان نعتیہ کمترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بصد آداب ملازمان کی خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ وہ مصرع کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں اور غالباً اس ہیچمدان کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں اور ودر صورت عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں

ع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اس مصرح میں لفظ "شہنشاہ"خلاف حدیث ممانعت در بارہ قول ملک الملوک ہے بجائے "شہنشاہ" اگر "مرے شاہ" ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں، دوسرا یہ مصرع حضرت غوث اعظم قدس سرہ، کی تعریف میں: ع

بندہ مجبور ہے خاطر پر ہے قبضہ تیرا

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضہ قدرت میں ہیں، اور وہی ذات مقلب القلوب ہے، چونکہ اس ہیچمداں سراپا عصیان کو ملازمان جناب والا سے خاص عقیدت وارادت ہے۔ لہٰذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض اَلدِّیْنُ النُّصْحُ (دین نصیحت ہے۔ت) پر محمول فرمائی جائے، بخدا فدوری نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا۔

عریضہ ادب سید محمد آصف عفی عنہ

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ھو الشاہ، والشّاہ الشاھنْشاہ، لا ملك سواہ، فمن ادعا دونہ فقد ضل وتاہ، وصلی اللہ تعالٰی علیہ سید العالم، مالك الناس دیان العرب والعجم، الذی ملك الارض ورقاب الامم، وعلی الہ وصحبہ وبارك وسلم، اٰمین!	سب حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے جو حقیقی بادشاہ اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں ہے تو جو اس کے غیر کو مقابلہ میں سمجھے تو وہ گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالٰی رحمت نازل فرمائے جہاں کے سردار، عرب وعجم کے جزادہندہ جو روئے زمین اور امتوں کے مالک بنے اور آپ کی آل پاک واصحابہ پر اور برکت اور سلامتی فرمائے۔ آمین۔ (ت)

کرم فرمائے مکرم ذی الطف والکرم مکرمی سیدی محمد آصف صاحب زید کرمھم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون فرمایا، حق سبحانہ وتعالٰی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ کے صرف انھیں دو مصرعوں میں تامل فرماتے سے شکر الٰہی بجالایا کہ اس میں **بحمداللہ تعالٰی** آپ کی سنیت خالصہ اور محبت وتعظیم حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والثناء کا شاہد پایا، ورنہ قوم بے ادب خذلہ اللہ تعالٰی کے نزدیک توان اوراق میں **معاذاللہ** ہزاروں شرک بھرے ہیں، کہ ان دو لفظوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں، حالانکہ **بحمداللہ تعالٰی** اس میں جو کچھ ہے اکابر ائمہ دین واعاظم عرفائے کاملین کے ایمان کامل

کا ایک مختصر نمونہ ہے۔ جیسا کہ فقیر کی کتاب "سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الورٰی" کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ وللہ الحمد۔
اب شکریہ کے ساتھ بتوفیقہٖ تعالٰی جواب عرض کروں، امید کہ جس خالص اسلامی محبت سے یہ اطلاع دی اسی پر ان جوابوں کو مبنی سمجھ کر ویسی ہی نظر سے ملاحظہ کرینگے، وباللہ التوفیق۔

جواب سوال اول: لفظ "شہنشاہ" اوّلاً بمعنی سلطان عظیم السطنۃ محاورات میں شائع، وذائع ہے۔ اور عرف ومحاورہ کو افادہ مقاصد میں دخل تام، قال اللہ تعالٰی: "وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ"[1] (اور بھلائی کا حکم دو۔ ت)

خود ہمارے فقہاء کرام میں امام اجل علاء الدین ابو العلاء لیثی ناصحی رحمۃ اللہ تعالٰی کا لقب "شاہان شہد، ملک الملوک" تھا ائمہ وعلمائے مابعد جوان کے فتاوٰی نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انھیں یاد فرماتے ہیں اور وہ جناب فقاہت مآب خود اپنے دستخط! انھیں الفاظ سے کرتے، امام رکن الدین ابو بکر محمد بن المفاخرین عبد الرشید کرمانی جواہر الفتاوٰی کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں:

قال الامام القاضی ملك الملوك ابو العلاء الناصحی لماسئل عمن اجر ارضاموقوفة مائة سنة هل یجوز افتی ببطلان الاجارة معشر من زمرة الفقهاء قطعالازما وبذلك افتی للمتدین حسبة کیلا اکون بما احرز ظالما ملك الملوك ابو العلا مجیبه لمعز دین الله مدعوا دائما[2]۔	امام، قاضی، شاہوں کے شاہ ابو العلا ناصحی سے یہ استفتاء کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لئے اجارہ میں دی تو کیا اس کا یہ فعل از روئے شرع جائز ودرست ہے ۱۲م، فقہاء کی ایک جماعت نے فتوٰی دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے۔ ۱۲م، میرا عدم جواز کا یہ فتوٰی دینا دینداروں کے لئے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہو جاؤں۔ ۱۲م شاہوں کے شاہ ابو العلاء اس کا مجیب ہے دین الٰہی کے غلبہ کے لئے ہمیشہ دعا گو ہے۔ ۱۲م

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۹۹

[2] جواہر الفتاوٰی کتاب الاجارۃ الباب السادس قلمی نسخہ ورق ۱۳۸ صفحہ ۲۷۵

اسی کی ۳ کتاب القضاء میں ایک اور مسئلہ اس جناب سے بایں عنوان نقل فرمایا:

قال القاضی الامام ملك الملوك ابو العلاء الناصحی[3]۔	قاضی امام شاہوں کے شاہ ابو العلاء ناصحی نے کہا ۱۲م۔

پھر ۴ تیسرے مسئلے میں فرمایا:

قال القاضی الامام ملك الملوك هذا الماعرض علیه محضر[4]۔	قاضی امام، شاہوں کے شاہ نے یہ کہا، جب ان کے پاس دستاویز پیش کیا گیا۔ ۱۲م

۵ اس میں ان کا منظوم فتوٰی نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا:۔

شاهان شه ملك الملوك ابو العُلاء نظم الجواب، منظما ومفصلا۔	شاہوں کے شاہ ابو العلاء نے اس جواب کو نظم اور ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ۱۲م

۶ پھر فرمایا: قال ملك الملوك[5] (شاہوں کے شاہ نے فرمایا۔ت) اور ان کا چوتھا فتوٰی نقل کیا جس کے ۷ آخر میں فرمایا:۔

شاهان شه ملك الملوك ابو العلا نظم الجواب لكل من هو قد عرف	شہنشاہ وقت ابو العلاء نے اس جواب کو ہر جانکار شخص کے لئے مرتب کیا۔ ۱۲م

۸ پھر ان کا پانچواں فتوٰی نقل فرمایا جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں:۔

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء نظم الجواب مبينا لمناره[6]	شاہوں کے شاہ ابو العلاء نے جواب کو یوں مرتب فرمایا کہ اس کے ہر پہلو کو واشگاف کردیا۔ ۱۲م

۹ پھر ان کا چھٹا فتوٰی نقل کیا جس کے دستخط ہیں:۔

شاهان شه ملك الموك ابو العلاء هادی امیر المومنین لقد نظم[7]۔	شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابو العلاء مسلمانوں کے امیر ورہبر نے اس جواب کو مرتب کیا۔ ۱۲م

۱۰ یونہی کتاب الوقف میں ان کے متعدد فتاوے نقل فرمائے ازاں جملہ ایک کلام کا ختم یہ ہے:۔

[3] جواہر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[4] جواہر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[5] جواہر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[6] جواہر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[7] جواہر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۴ ورق ۱۷۷

ملك الملوك ابو العلاء مجيبه معز دين الله يشكر داعيا[8]۔	شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے جو دین الٰہی کے غلبہ کے لئے شکر کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ ۱۲م

۱۱ایک کے آخر میں ہے:۔

شاھان شه ملك الملوك ابو العلاء نظم الجواب لمن تعفی بالٰله[9]۔	شہنشاہ ملک الملوک ابوالعلاء نے یہ جواب اس شخص کے لئے مرتب کیا جو اللہ عزوجل کی پناہ کا طالب ہے۔ ۱۲م

یوں ہی ۱۲ تا ۱۵ کتاب البیوع میں ان کے چار۱۴ فتوے نقل فرمائے ہر ایک کی ابتداء انھیں لفظوں سے کی:

قال القاضی الامام ملك الملوك[10]۔	قاضی، امام، ملک الملوک نے کہا۔ (ت)

۱۶غرض کتاب مستطاب ان کے فتاوئے صواب اور ان کے ان گرامی الفاظ سے مشحون ہے۔

علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار رحمہما اللہ تعالٰی نے فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارہ میں نوازل سے نقل فرمایا:

قال سئل ملك الملوك ابو العلاء فيمن اُجر دار موقوفة مائة سنة[11] الخ۔	شاہوں کے شاہ ابوالعلاء سے اس شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے ایک وقف کی ہوئی زمین کو سال بھر کے لئے اجرت میں دیا تو کیا حکم ہے۔ ۱۲م۔

۱۷اسی کی کتاب القضا باب خلل المحاضرہ والسجلات میں دربارہ ساعی فرمایا:

فحول المتاخرين افتوا بجواز قتله حتی قال ملك الملوك الناصحی رحمه الله تعالٰی[12]۔	متاخرین میں معتمد و مستند علماء نے فتوٰی دیا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے حتی کہ شاہوں کے شاہ ناصحی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے ۱۲م۔

---

[8] جواہر الفتاوٰی کتاب الوقف، قلمی ص ۳۰۹ ورق ۱۵۵

[9] جواہر الفتاوٰی کتاب الوقف ص ۳۱۰ ورق ۱۵۵

[10] جواہر الفتاوٰی کتاب البیوع الباب السادس قلمی نسخہ ص ۲۵۹ ورق ۱۳۰

[11] فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارۃ دار المعرفۃ بیروت ۲ /۱۲۱

[12] فتاوٰی خیریہ کتاب ادب القاضی باب خلل المحاضر والسجلات دار المعرفۃ بیروت ۲ /۲۰

۱۸پھران کا منظوم فتوٰی نقل فرمایا:

القتل مشروع علیہ واجب زجرا لہ والقتل فیہ مقنع شاھان شہ ملك الملوك ابوالعلاء نظم الجواب لکل من ھو یبرع[13]۔	ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر وتوبیخ کے لئے واجب ہے اور اس میں قتل عین عدل ہے۔شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابوالعلاء نے ہر فضیلت وعلم رکھنے والوں کے لئے اس جواب کو مرتب کیا ۱۲م

۱۹حضرت عمدۃ العلماء والاتقیاء زبدۃ العرفاء والاولیاء مولوی معنوی سیدی محمد جلال الملۃ والدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں:

گفت شاہنشاہ جزائش کم کنید در بجنگد نامش از خط برزنید[14]	بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کردی جائے اور اگر وہ آمادہ جنگ ہو تو روزنامچہ سے اس کا نام نکال دو۔ ۱۲م

۲۰نیز ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں:

تا سمرقند آمدند آن دو امیر پیش آں زرگر زشاہنشہ بشیر[15]	بادشاہ کے دونوں امیر (ایلچی) شہر سمرقند آئے اور اس مرد زرگر کو بادشاہ کی جانب سے خوشخبری دی ۱۲م

۲۱وہی فرماتے ہیں:

پیش شاہنشاہ بروش خوش نباز تابسوزد بر سر شمع طراز[16]	اس خوش نصیب مرد زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تاکہ اس شمع طراز معشوقہ پر اسے قربان کردے۔ ۱۲م

۲۲اسی میں فرمایا:

ہم زانواع اوانی بے عدد کانچناں در بزم شاہنشاہ سزد[17]	اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی (بنا) جو بادشاہوں کی بزم مسرت کی زیب وزینت نہیں ۱۲م

[13] فتاوٰی خیریہ کتاب ادب القاضی باب خلل المحاضر والسجلات دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۰
[14] مثنوی معنوی دربیان آنکہ ترک الجواب جواب مقرر ایں سخن الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر چہارم ص ۳۸
[15] مثنوی معنوی فرستادن بادشاہ رسولاں سمرقند در طلب زرگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹
[16] مثنوی معنوی فرستادن بادشاہ رسولاں سمرقند در طلب زرگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹
[17] مثنوی معنوی فرستان بادشاہ رسولاں سمرقند در طلب زرگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹

۲۳حضرت عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعد شیرازی قدس سرہ، فرماتے ہیں:

جمال الانام مفخر الاسلام سعد ابن الاتابك الاعظم شاھنشاہ المعظّم مالك رقاب الامم مولی ملوك العرب و العجم[18]۔	مخلوق کے جمال، اسلام کے لئے قابل فخر، سعد ابن اتابک اعظم، قابل عظمت شہنشاہ لوگوں کی گردنوں کے مالک عرب وعجم کے بادشاہوں کے مولیٰ وآقا ۱۲م۔

۲۴نیز فرماتے ہیں:۔

بارعیت صلح کن وزجنگ خصم ایمن نشین زانکہ شاہنشاہِ عادل رارعیت لشکر است[19]	رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ، اور پھر دشمن کی جانب لڑائی سے بے خوف رہ، کیونکہ عادل بادشاہ کے لئے رعایہ ہی لشکر ہے۔ ۱۲م۔

۲۵نیز فرماتے ہیں:۔

شہنشہ برآشفت کایبک وزیر تعلل میندیش وحجت مگیر[20]	بادشاہ نے غصے سے کہا اے وزیر! بہانہ مت بنا اور حجت مت لا ۱۲م

۲۶نیز فرماتے ہیں:۔

سرپُر غرور از تحمل تہی حرامش بود تاج شاہنشہی[21]	جو سر صبر و تحمل سے خالی اور کبرہ ونخوت سے پر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے۔ ۱۲م

۲۷نیز فرماتے ہیں:۔

دواں آمدش گلہ بانے زپیش شہنشہ برآورد تغلق زکیش[22]	بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا بادشاہ نے (اسی وقت) تیر ترکش سے نکال لیا ۱۲م

[18] گلستان سعدی دیباچہ کتاب دانش سعدی تہران ایران ص ۱۲
[19] گلستان سعدی باب اول تہران ایران ص ۳۰
[20] بوستان باب اول ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص ۳۴
[21] بوستان باب اول ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص ۳۸
[22] بوستان باب اول ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص ۴۲

۲۸ محبوب محبوب الٰہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہ، اواخر قران السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں:

کیست جز از وے کہ نہد پائے راست پیش شکوہ کہ شہنشاہ راست[23]	اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان وشوکت کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے ۱۲م

۲۹ عارف باللہ اما العلماء حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہ السامی تحفۃ الاحرار میں فرماتے ہیں:

زد بجہاں نوبت شاہنشہی کوکبہ فخر عبید اللّٰہی[24]	حضرت عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ستارہ افتخار نے دنیا میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجادیا ۱۲

۳۰ حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہ فرماتے ہیں:

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد آنکہ مے زیبد اگر جان جہانش خوانی[25]	خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے جان جہاں کا خطاب زیب دیتا ہے۔ ۱۲م۔

۳۱ نیز فرماتے ہیں:

ہم نسل شہنشہ زمان است ہم نقد خلیفہ زمین است[26]	زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رتبہ، خلیفہ زمین کا ہم جنس ہے۔ ۱۲م

۳۲ حضرت مولانا نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

گزارندہ شرح شاہنشہی چنیں داد پر سندہ را آگہی[27]	احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل کو یوں آگاہ کیا۔ ۱۲م

۳۳ مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر مواج میں فرماتے ہیں:

"سلطان السلاطین خداوند باعزو تمکین بادشاہ سلیمان فرالخ"[28]

23

24 تحفۃ الاحرار

25 دیوان حافظ ردیف الباء حامد اینڈ کمپنی لاہور ص ۳۸۳

26 دیوان حافظ ترکیب بند حامد اینڈ کمپنی لاہور ص ۴۶۹

27

28 تفسیر بحر مواج

غرض کلمات اکابر میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے، ہمیں کیا لائق ہے کہ ان تمام ائمہ ورفقہاء وعلماء وعرفاء رحمہم اللہ تعالٰی قدست اسرارھم پر طعن کریں وہ ہم سے ہر طرح اعرف واعلم تھے، لہٰذا واجب کہ بتوفیق الٰہی نظر فقہی سے کام لیں، اور اس لفظ کے منع وجواز میں تحقیق مناط کریں کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنی ہے نہ کہ محض تعبدی

فاقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ت) ظاہر ہے کہ اصل منشائے منع اس لفظ کا ستغراق حقیقی پر حمل ہے یعنی موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنٰی قطعاً مختص بحضرت عزت عزجلالہ ہیں، اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃ کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا یعنی معاذاللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ مگر حاشاہر گز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کرسکتا ہے نہ زنہار کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے، بلکہ قطعاً قطعا عہد یا استغراق عرفی ہی مراد اور وہی مفہوم ومستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے۔ جیسا کہ علماء نے موحد کے اَنْبَتَ الرَّبِیْعُ الْبَقْلَ (موسم ربیع نے سبزہ اگایا) کہنے میں تصریح فرمائی، نیز فتاوٰی خیریہ میں ہے:

سئل فی رجل حلف لایدخل ھذہ الدار الا ان یحکم علیه الدھر فدخل ھل یحنث (اجاب) لا، وھذا مجاز لصدورہ عن الموحد والحکم القضاء واذا ادخلھا فقد حکم ای قضٰی علیه رب الدھر بدخولھا وھو مستثنٰی من یمینه، فلا حنث ا[29]۔	ایک ایسے شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے یہ قسم کھائی تھی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، جب تک کہ اس پر زمانہ کا حکم نہ ہو، پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائیگی، جواب نفی میں ملا، چونکہ موحد سے یہ جملہ صادر ہوا اس لئے مجاز قرار پائے گا اور حکم بمعنی قضاء ہے وار جب وہ شخص داخل ہوا تو اس کا دخول رب الدہر کے حکم اور قضاء سے ہوا ہے اور یہ اس قسم سے مستثنٰی ہے لہٰذا حانث نہ ہوگا الخ۔

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم مگر مجرد احتمال ہی موجب منع ہے۔ یہ قطعاً

[29] فتاوٰی خیریہ کتاب الایمان دار المعرفۃ بیروت ۱/۸۷

باطل ہے۔ یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر وسائر ہیں منع ہو جائیں گے، پہلے خود اسی لفظ "شہنشاہ" کی وضع وترکیب لیجئے، مثلا قاضی القضاۃ امام الائمہ شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خان خاناں بگاء بگ وغیرہا کہ علماء ومشائخ وعامہ سب میں رائج ہیں، شیخ المشائخ، سلطان الاولیاء، محبوب الٰہی اور شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الحق والدین عمر سہر وردی رضی اللہ تعالٰی عنہما کا لقب ہے۔ جواھر الفتاوٰی کتاب اصول الدین وکتاب اصول فقہ وکتاب الایمان وکتاب الغصب وکتاب الدعوٰی وکتاب الکراھت وغیرہا سب کے باب سادس میں امام علاء الدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔

امام اجل عبد الرحمٰن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام اعظم ابو حنیفہ وامام مالک کے زمانے میں تھے اور تبع تابعین کے اعلٰی طبقے میں ہیں، امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔ زرقانی علی الموطا میں ہے:

امامالك فهو الامام المشهور صدر الصدور اُكمل العقلاء واعقل الفضلاء كان الاوزاعی اذا ذکر مالکا قال قال عالم العلماء وعالم اهل المدینة ومفتی الحرمین [30]۔	امام مالک تو مشہور امام ہیں، رئیسوں میں رئیس، عقلاء میں کامل تر، فضلا میں سب سے فہیم، امام اوزاعی جب امام مالک کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ عالم العلماء مدینہ والوں کے عالم اور حرمین طیبین کے مفتی نے فرمایا ہے۔ ۱۲م

امام الائمہ امام محمد بن خزیمہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاۃ اسلامی سلطنتوں کا معرف عہدہ ہے۔ عامہ کتب فقہ میں اس کا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع، درمختار کتاب القضاء میں ہے:

لایستخلف قاض نائبا الا اذا فوض الیه کجعلتك قاضی القضاة وهو الذی یتصرف فیهم مطلقا تقلید اولا [31]۔	کوئی بھی قاضی اپنا نائب اس وقت مقرر کر سکتا ہے جب اس کو نائب بنانے کے اختیارات سپرد کردئے گئے ہوں مثلا یہ کہے میں نے تمہیں قاضی القضاۃ بنایا۔ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) وہ ہے جسے علی الاطلاق تصرف کا حق حاصل ہو چاہے تقلید ہو یا نہ ہو ۱۲م۔

[30] شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالك مقدمة الکتاب دار المعرفة بیروت ۱/ ۲و۳

[31] الدر المختار کتاب القضاء فصل فی الحبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۸

بحر الرائق ورد المحتار کتاب الوقف میں ہے:

قولھم فی الاستدانة بامر القاضی المراد بہ قاضی القضاة وفی کل موضع ذکروا لقاضی فی امور الاوقاف[32]۔	استدانت بامر القاضی میں ان کی مراد قاضی سے "قاضی القضاۃ" ہے اور امور اوقاف میں جہاں بھی "قاضی" کا لفظ آیا ہے اس سے یہی (قاض القضاۃ) مراد ہے۔ ۱۲م۔

امیر الامراء، خان خاناں، بگاء بگ عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے الفاظ ہیں اور معنی ایک، یعنی سرور سرواں، سردار اسرداراں، سید الاسیاد، اور اگر امیر امر بمعنی حکم سے لیجئے تو امیر الامراء بمعنی حاکم الحاکمین، شک نہیں کہ ان الفاظ کو عموم و استغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ وحاکم الحاکمین وعالم العلماء وسید الاسیاد حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لئے خاص ہیں اور دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر، بلکہ بنظر حقیقت اصلیہ صرف قاضی وحاکم وسید وعالم بھی اسی کے ساتھ خاص،

قال اللہ تعالٰی: "وَاللّٰہُ یَقۡضِیۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَالَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَقۡضُوۡنَ بِشَیۡءٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۲۰﴾ ع"[33]۔	اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے، بیشک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

وقال اللہ تبارك وتعالٰی:

"لَہُ الۡحُکۡمُ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۸﴾ ع"[34]۔	اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھرے جاؤ گے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ"[35]۔	حکم نہیں مگر اللہ کا۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲﴾"[36]۔	وہی علم وحکمت والا ہے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"یَوۡمَ یَجۡمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوۡلُ	جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا

---

[32] ردالمحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۱۰

[33] القرآن الکریم ۴۰/ ۲۰

[34] القرآن الکریم ۲۸/ ۸۸

[35] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰

[36] القرآن الکریم ۶۶/ ۲

"مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ "[37]	تمھیں کیا جواب ملا عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

وفد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی: اَنْتَ سَیِّدُنَا حضور ہمارے سید ہیں۔ فرمایا: اَلسَّیِّدُ اللہُ سید تو خدا تعالٰی ہی ہے۔

رواہ احمد ابوداؤد[38] عن عبداللہ بن الشخیر العامری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اسے روایت کیا ہے احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن شخیر عامری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے (ت)

یوں ہی نہ ملک الملوک بلکہ صرف مالک ہی، قال اللہ تعالٰی:

"لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ "[39]	اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف۔

وقال اللہ تعالٰی:

"لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ "[40]	آج کس کی بادشاہی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسی حدیث مَلِكُ الْمُلُوْك کی تعلیل میں فرمایا: لَا مَلِكَ اِلَّا اللہُ بادشاہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالٰی کے۔ رواہ مسلم [41] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے روایت کیا ہے مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ ت)

اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ شیخ المشائخ اپنے استغراق حقیقی پر یقینا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی داخل ہوں گے، اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذاللہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بھی شیخ وامام ہے۔ اور یہ صراحۃ کفر ہے۔ مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہرگز یہ معنی قائلین کی مراد نہ ان کے اطلاق سے مفہوم ومفاد اور اس پر

[37] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۹

[38] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کراھیۃ التماح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۶، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۴

[39] القرآن الکریم ۶۴/ ۱

[40] القرآن الکریم ۴۰/ ۱۶

[41] صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

دلیل ظاہر وباہر یہ ہے کہ متکبر مغرور جبار سلاطین کہ اپنے آپ کو مابدولت واقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں،امراء وزراء کو بندہ حضور وفدوی خاص لکھتے ہیں جن کے تکبر کی یہ حالت کہ اللہ ورسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کرجائیں،مگر ہر گز اپنی ادنٰی سی توہین پر در گزر نہ کریں گے،یہی جبار انہیں امراء کو قاضی القضاۃ امیر الامراء وخان خاناں وبگاء بگ خطاب دیتے اور خود لکھتے،اور اوروں سے لکھواتے،اور لوگوں کو کہتے،لکھتے دیکھتے،سنتے اور پسند ومقرر رکھتے ہیں بلکہ جو انکے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنٰی ابہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہوتا کہ یہ امراء خود ان سلاطین پر بھی حاکم وافسر وبالا وبرتر وسردار وسرور ہیں،تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لئے بھی روا رکھتے،تو ثابت ہوا کہ عرف عام میں امثال الفاظ میں استغراق حقیقی ارادۃ وافادۃ ہر طرح قطعاً یقینا متروک ومہجور ہے۔جس کی طرف اصلا خیال بھی نہیں جاتا،بعینہٖ بداہۃ یہی حال شاہنشاہ کا ہے۔کیا پکے مجنون کے سوا کوئی گمان ہوسکتا ہے کہ امام اجل ابوالعلاء علاء الدین ناصحی امام اجل ابوبکر رکن الدین کرمانی،علامہ اجل خیر الملۃ والدین رملی،عارف باللہ شیخ مصلح الدین_____ عارف باللہ حضرت امیر،عارف باللہ حضرت حافظ،عارف باللہ حضرت مولوی معنوی،عارف باللہ حضرت مولانا نظامی،عارف باللہ حضرت مولانا جامی،فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم وقدست اسرارھم کے کلام میں یہ ناپاک معنی مراد ہو نادر کنار،اسے سن کر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جاسکتا ہے تو بے ارادہ وبے افادہ اگر مجرد احتمال منع کے لئے کافی ہوتا وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے حالانکہ خواص وعام سب میں شائع وذائع ہیں خصوصا قاضی القضاۃ کہ انہیں فقہائے کرام کا لفظ اور قدیما وحدیثا کے ان کے عامہ کتب میں موجود ہے۔اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا:

ومنهم قولهم شاه ملوك وكذا مايقولون قاضی القضاۃ[42] اھ نقلہ فی المرقاۃ۔	ان میں بادشاہوں کا بادشاہ اور یوں وہ قاضی القضاۃ کا قول کہتے ہیں اھ مرقات میں اس کو نقل کیا۔(ت)

اسی کی مانند امام حجر شافعی المذہب نے زواجر میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا۔

[42] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب اسامی الفصل الاول المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۷،اکمال المعلم بفوائد مسلم باب تحریم التسمی بملك الاملاك دار الوفاء بیروت ۷ /۱۹،۲۰

مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ عـــہ کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے۔ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام

عـــہ: امام ماوردی کا لقب "اقضی القضاۃ" تھا:

کمافی ارشاد الساری [43] وظنی انہ اول من تسمی بہ و زعم الامام البدر ان ھذا ابلغ من قاضی القضاۃ لانہ افعل التفصیل قال ومن جہلاء ھذا الزمان من مسطری سجلات القضاۃ یکتبون للنائب اقضی القضاۃ وللقاضی الکبیر قاضی القضاۃ [44] اھ واقرہ الامام القسطلانی اقول و عندی ان الامر بالعکس فان اقضی القضاۃ من لہ مزیۃ فی القضاء علی سائر القضاۃ و لایلزم ان یکون حاکما علیہم ومتصرفا فیہم بخلاف قاضی القضاۃ کمانقلناعن الدرالمختار و نظیرہ املک الملوک یصدق اذا کان اکثر ملکا عنہم بخلاف ملک الملوک فھو الذی نسبۃ الملوک الیہ کنسبۃ الرعایا الی الملوک کما لایخفی فھذا ھو الابلغ وبہ یندفع اعتراض الامام الماوردی وللہ الحمد منہ عفی عنہ۔

جیسا کہ ارشاد الساری میں ہے: اور گمان یہ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جن کا یہ نام رکھا گیا اور امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالٰی کا گمان ہے کہ اقضی القضاۃ زیادہ ابلغ ہے قاضی القضاۃ کی نسبت کیونکہ اس میں افعل تفصیل ہے اور انھوں نے فرمایا ہمارے زمانے کے جاہل قاضیوں کے دفتری لوگ مثلا نائب قاضی، کو اقضی القضاۃ لکھتے ہیں اور قاضی کبیر کو قاضی القضاۃ لکھتے ہیں اھ، اس کلام کو امام قسطلانی نے ثابت رکھا ہے میں کہتا ہوں حالانکہ میرے نزدیک معاملہ بالعکس ہے کیونکہ اقضی القضاۃ وہ ہے جس کے فیصلے دوسرے قاضیوں کی نسبت زیادہ ہوں اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ قاضیوں کا حاکم ہو اور ان کے متعلق اختیار رکھتا ہو اس کے برخلاف قاضی القضاۃ ہے جیسا کہ ہم نے درمختار سے نقل کیا ہے اس کی نظیر املک الملوک کا مصداق کثیر مملکت والا دوسروں کے مقابلہ میں بخلاف ملک الملوک اس کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کا سردار ہو جس طرح کہ بادشاہ کے لئے رعایا ہوتی ہے جیسا کہ مخفی نہیں لہذا یہ ابلغ ہے اس سے امام ماوردی کا اعتراض ختم ہوگیا، اللہ تعالٰی کے لیے ہی تمام حمدیں ہیں۔ (ت)

---

[43] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب الادب دارالکتب العربی بیروت ۹/ ۱۱۸

[44] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض لاسماء الی اللہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲/ ۲۱۵

مذہب سید نا امام ابویوسف تلمیذ اکبر سید نا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہماکا ہوااور اس زمانہ خیر کے ائمہ کرام تبع تابعین و اتباع اعلام نے اسے مقبول ومقرر رکھا،اور جب سے آج تمام علمائے حنفیّہ اور بہت دیگر علمائے مذاہب ثلاثہ میں رائج وجاری و ساری ہے۔امام اجل علامہ بدرالملۃ والدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری شریف میں فرماتے ہیں:

اول من تسمٰی قاضی القضاۃ ابو یوسف من اصحاب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وفی زمنہ کان اساطین الفقہاء و العلماء والمحدثین فلم ینقل عن احد منہم عنکار عن ذٰلك[45]۔	یعنی سب میں پہلے جس کا لقب قاضی القضاۃ ہوا امام اعظم کے شاگرد امام ابویوسف ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما،اس جناب نے یہ لقب قبول فرمایا اور ان کے زمانہ میں فقہاء وعلماء ومحدثین کے اکابر وعمائد تھے،ان میں کسی سے اس کا انکار منقول نہ ہوا۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انھیں ائمہ وفقہاء واولیاء پر ہوگا جن سے لفظ "شہنشاہ" کی سندیں گزریں،بلکہ ائمہ تبع تابعین اور ان کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابویوسف اور اس وقت سے آج تک کے تمام علماء حنفیّہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا اور اس پر جرات ظلم شدید وجہل مدید ہوگی،لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ جب ارادۃ وافادۃ ہر طرح سے شناعت سے پاک ہے تو صرف احتمال باطل سے ممنوع نہ کردے گا ورنہ سب سے بڑھ کر نماز میں تَعَالٰی جَدُّك حرام ہو،کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع وفظیع رکھتا ہے۔ہاں صدر اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں،فقیر وقطمیر کے ساتھ نہایت تدقیق فرمائی جاتی کہ توحید بروجہ اتم اذہان میں متمکن ہو،ولہٰذا نہ فقط شہنشاہ بلکہ اَنْتَ سَیِّدُنَا کے جواب میں ارشاد ہوا اَلسَّیِّدُ اللہ سید اللہ ہی ہے۔ابوالحکم کنیت رکھنے پر فرمایا:

ان اللہ ھو الحکم والیہ الحکم فلم تکنی اباالحکم رواہ ابو داؤد[46] والنسائی عن ابی شُرَیح	بے شک اللہ ہی حکم ہے اور حکم کا اعتبار اسی کو ہے تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں ہے (اس کو

[45] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض الاسماء الی اللہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۲۲/ ۲۱۵

[46] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۱،سنن النسائی ادب القضاۃ باب اذا حکموا رجلا الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۳۰۴

رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	روایت کیا ہے ابوداؤد اور نسائی نے ابی شریح رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

غلاموں کو ارشاد ہوا تھا:

لَایَقُوْلُ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ[47]۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	غلام اپنے آقا کو مولٰی نہ کہے کیونکہ تمھارا مولٰی تو اللہ تعالٰی ہی ہے(اسے روایت کیا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔(ت)

ایک حدیث شریف میں آیا:

لَاتَسَمُّوْا اَبْنَائَکُمْ حَکِیْمًا وَّلَا اَبَاالْحَکَمِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَالْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ۔ رواہ عطاء عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم ذکرہ الامام البدر[48] محمود فی عمدۃ القاری۔	اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابوالحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالٰی ہی حکیم وعلیم ہے۔اس کو عطا نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے (اسے امام بدر محمود نے عمدۃ القاری میں روایت کیا ہے۔ت)

۵،۶ایک حدیث شریف میں آیا:

اَبْغَضَ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰہِ خَالِدٌ وَمَالِكٌ وَذٰلِكَ اِنَّ اَحَدًا لَیْسَ یَخْلُدُ وَالْمَالِكُ ھُوَاللّٰہُ۔ ذکرہ الامام البدر[49] عن الداودی۔	اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ نام خالد اور مالک ہے اس لئے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا اور مالک اللہ تعالٰی ہی ہے (اسی کو امام بدر نے داؤدی سے ذکر کیا ہے۔)

یوں ہی عزیز وحکم ناموں کو تبدیل فرمادیا۔ سنن ابی داؤد میں ہے:

غَیَّرَ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم اِسْمَ عَزِیْزٍ وَالْحَکَمِ۔ قال ترکت اسانیدھا اختصارًا[50]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسم عزیز وحکم کو تبدیل فرمادیا، فرمایا اس کی سانید کو بوجہ اختصار ترک کردیا۔(ت)

[47] صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۸

[48] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری الادب باب البغض الاسماء ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲ /۲۱۵

[49] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری الادب باب البغض الاسماء ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲ /۲۱۵

[50] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تغیر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۱

حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتسمه عزیزا۔ رواہ احمد[51] والطبرانی فی الکبیر عن عبد الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اس کا نام عزیز نہ رکھ۔ (اس کو روایت کیا ہے احمد اور طبرانی نے کبیر میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ (ت)

نیز حدیث شریف میں ہے:

نھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَنْ یُّسَمَّی الرَّجُلُ حَرْبًا وَّوَلِیْدًا اَوْ مُرَّۃً اَوْ اَبَا الْحَکَمِ۔ رواہ[52] الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا مرۃ یا حکم نام رکھا جائے۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

حالانکہ یہ الفاظ اوصاف غیر خدا کے لئے خود قرآن عظیم واحادیث، اقوال علماء میں بکثرت وارد، قال اللہ تعالٰی:

"سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۳۹﴾"[53]	سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَّ اَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَا الْبَابِ ط"[54]	اور دونوں کو عورتوں کا میاں (سید) دروازے کے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِهٖ وَ حَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا ج"[55]	تو ایک پنچ مردوالوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورتوں والوں کی طرف سے۔

---

[51] مسند احمد بن حنبل عن عبدالرحمن المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۷۸

[52] المعجم الکبیر حدیث ۹۹۹۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۸۹

[53] القرآن الکریم ۳/ ۳۹

[54] القرآن الکریم ۱۲/ ۲۵

[55] القرآن الکریم ۴/ ۳۵

وقال اللہ تعالٰی:

"وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ"[56]	اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

وقال اللہ تبارك وتعالٰی:

"وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا"[57]	اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔

وقال اللہ تبارك وتعالٰی:

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ"[58]	تو بیشک اللہ ان کامددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے۔

وقال اللہ تعالٰی عن عبدہٖ زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام:

"وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ"[59]	اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ"[60]	انھیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

وقال اللہ تعالٰی:

"فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ"[61]	یہ توان کے مالک ہیں۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ"[62]	اور وہ پکاریں گے اے مالک !

وقال اللہ تعالٰی:

"وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ"[63]	اور ہم نے اسے حکمت دی۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَيْرًا كَثِيْرًا"[64]	اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

[56] القرآن الکریم ۵/ ۴۲

[57] القرآن الکریم ۱۹/ ۱۲

[58] القرآن الکریم ۶۶/ ۴

[59] القرآن الکریم ۱۹/ ۵

[60] القرآن الکریم ۲/ ۸۱و۸۲

[61] القرآن الکریم ۳۶/ ۷۱

[62] القرآن الکریم ۴۳/ ۷۷

[63] القرآن الکریم ۳۸/ ۲۰

[64] القرآن الکریم ۲/ ۲۶۹

وقال اللہ تبارک وتعالٰی:

"وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝" [65]	عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انا سید وُلدِ اٰدم۔رواہ مسلم [66] و ابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	میں تمام اولادآدم کا سید (سردارہ) ہوں، (اسے روایت کیا ہے مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّد رواہ البخاری [67] عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	بیشک یہ میرا بیٹا سید ہے (یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ (اس کو روایت کیا ہے امام بخاری نے ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَوْلٰی مَنْ لَا مَوْلٰی لَہٗ۔رواہ الترمذی [68] و حسنہ وابن ماجۃ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولٰی کے مولٰی ہے۔(اس کو روایت کیا ہے ترمذی نے اور اسے حسن کہا اور ابن ماجہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

لَقَدْ حَکَمْتَ فِیْھِمْ بِحُکْمِ اللّٰہِ،	بے شک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم

---

[65] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[66] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۴۵، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بن الانبیاء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۸۶

[67] صحیح البخاری فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مناقب الحسن والحسین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۰

[68] جامع الترمذی ابواب الفرائض باب ماجاء فی میراث الخال امین کمپنی کراچی ۲ /۳۱، سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب ذوی الارحام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۱

رواہ مسلم [69] عن عائشہ وعن ابی سعیدن الخدری والنسائی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم۔	دیا جو خدائے تعالٰی کا حکم تھا(اس کو مسلم نے عائشہ اور ابی سعید خدری سے اور نساء نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ت)

اسی حدیث شریف میں ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے حکم کے لئے فرمایا۔انھوں نے عرض کی:

اللہ ورسولہ احق بالحکم رواہ الحافظ [70] محمد بن عائذ فی المغازی بسندہٖ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	حکم دینا تو اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کا حق ہے(اس روایت کیا ہے حافظ محمد بن عائذ نے مغازی میں اپنی مسند کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیما یروی الطبرانی فی اوسط۔

حَکِیْمُ اُمَّتِیْ عَوَیْمَر۔ [71]	میری امت کے حکیم عویمر (ابودرداء) ہیں۔

انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

یا رسول اللہ اَنْتَ وَاللہ الْاَعَزُّ العزیز [72]۔رواہ ابوبکر ابن ابی شیبۃ استاد البخاری ومسلم عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	یا رسول اللہ! خدا تعالٰی کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔(اسے روایت کیا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ استاد بخاری ومسلم نے عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

صرف حضور ہی کے لئے عزت ہے عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ابن عبداللہ ابن ابی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا:

انک الذلیل ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی	بے شک تو ہی ذلیل ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی

[69] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۵

[70] المواہب اللدنیہ غزوہ بنی قریظہ حکم سعد بن معاذ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۶۷

[71] کنز العمال بحوالہ طس حدیث ۳۳۵۰۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۱۸۷

[72] الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ تحت آیۃ وللہ العزۃ ولرسولہ الخ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۶/ ۲۲۶

علیه وسلم العزیز،رواه الترمذی [73] عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالٰی عنهما ونحوه الطبرانی عن اسامة بن یزید رضی الله تعالٰی عنهما۔	علیہ وسلم ہی عزیز وصاحب عزت ہیں(اسے روایت کیا ہے ترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔یونہی طبرانی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔

صحابہ کرام میں بیس ۲۰ سے زائد کا نام حکم ہے۔تقریباً دس کا نام حکیم۔اور ساٹھ سے زیادہ کا خالد،اور ایک سو دس ۱۱۰ سے زیادہ کا مالک ___ ان وقائع اوران کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا تھااور اس پر قرینہ واضحہ یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارادہوئی کہ:

لَامَلِكَ اِلَّا اللہ [74] خدا تعالٰی کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصراسی السید هو الله ومولکم الله (سید اللہ تعالٰی ہی ہے اور تمھارا مولٰی اللہ تعالٰی ہے۔ت) کے قبیل سے ہے۔ ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

"وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰی " [75]	اور بادشاہ نے کہامیں نے خواب میں دیکھا۔

اور فرمایا:

"وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ" [76]	اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ۔

اور فرمایا:

"اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً" [77]	بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس معنٰی کی طرف اشارہ کیا۔حدیث انما الکرم قلب المؤمن (مومن کا دل کرم کا خزانہ ہے) کے نیچے فرماتے ہیں:

وقد قال صلی الله تعالٰی علیه وسلم انما المفلس الذی یفلس یوم القیمه	حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: صحیح معنٰی میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن

[73] جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ المنافقون امین کمپنی کراچی ۲ /۱۶۵

[74] صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۰۸

[75] القرآن الکریم ۱۲ /۴۳

[76] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۰

[77] القرآن الکریم ۲۷/ ۳۴

كقوله انما الصرعة الذی یملك نفسه عند الغضب كقوله لاملك الا الله فوصفه بانتهاء الملك ثم ذکر الملوك ایضًا قال ان الملوك اذا دخلوا قریة افسدوها [78]اھ	حالت افلاس میں ہو جس طرح آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ حلیم وبردبار وہ شخص ہے جو غیظ وغضب میں اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے، اور اسی کے ہم مثل آپ کا یہ ارشاد بھی ہے۔ "بادشاہت تو صرف اللہ کے لئے ہے: یہاں ذات باری تک بادشاہت کی انتہاء مانی گئی حالانکہ دوسروں کے لیے بھی بادشاہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا: بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے اھ ۱۲م

وہابیہ وخوارج اسی نکتہ جلیلہ سے غافل ہوکر شرک شِرک وکفر میں پڑے کہ اللہ تعالٰی تو "اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ"[79] حکم تو اللہ ہی کا ہے۔ فرماتا ہے، مولٰی علی نے کیسے ابو موسٰی کو حکم فرمایا____ اللہ تعالٰی تو "اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ○"[80] فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے انبیاء واولیاء سے کیسے استعانت کی____ اللہ تعالٰی تو "قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ"[81] الایة فرماتا ہے۔ اہلسنت نے کیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے اطلاع غیوب مان لی____ اور اندھوں نے نہ دیکھا کہ وہی خدا تعالٰی "فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا"[82] ایک پنچ بھیجو____ اور "تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۪"[83] اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو____ اور "وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ"[84] اور صبر اور نماز سے مدد چاہو____ اور "اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ"[85] سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے____ اور "یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ۪"[86] چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے____ اور "تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہَاۤ اِلَیۡكَ ۚ"[87] یہ غیب کی خبریں ہم تمھاری طرف وحی کرتے ہیں____ اور "یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ"[88] بے دیکھے ایمان لائے، وغیرہا فرمارہا ہے "اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ"[89] تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ۱۲م

---

[78] صحیح البخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الکرم قلب المؤمن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۱۳

[79] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰

[80] القرآن الکریم ۱/ ۴

[81] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵

[82] القرآن الکریم ۴/ ۳۵

[83] القرآن الکریم ۵/ ۲

[84] القرآن الکریم ۲/ ۴۵

[85] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۷

[86] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[87] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۹

[88] القرآن الکریم ۲/ ۳

[89] القرآن الکریم ۲/ ۸۵

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا،اس مقصد کی شرع کی نظر واقعہ تحریم خمر پر ہے کہ ابتداء میں نقیر ومزفت جرہ وحنتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھاکہ تساہل نہ واقع ہو،جب اسکی حرمت اوراس سے نفرت مسلمانوں کے دل میں جم گئی اوراس سے کامل تحفظ واحتیاط نے قلوب میں جگہ پائی۔ فرمایا:

ان ظرفالایحل شیئاولایحرمه[90]۔	برتن کسی چیز کو حلال وحرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ وعلماء واولیاء نے مقصود پر نظر فرماکر لفظ شاہنشاہ کا اطلاق فرمایا اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا کما نقله فی التتارخانیه(جیساکہ تاتارخانیہ میں نقل کیا گیا ہے۔ت) دونوں فریق کے لئے ایک وجہ موجہ ہے "لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا"[91] (ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے وہ اس طرف پھریگا) اس کی نظیر واقعہ نماز ظہریا عصر ہے کہ جب یہودی بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی عسکر ظفر پیکر میں اس منادی کاحکم فرمایا کہ:

من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریضة۔	جوبات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگرآبادی بنی قریضہ میں۔

صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم رواں ہوئے،راہ میں وقت عصر ہوا،اس پر دوفرقے ہوگئے بعض نے کہالانصلی حتی نأتیها ہم توجب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے کہ ہمیں ارشادفرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا۔ بعض نے کہابل نصلی لم یرد منا ذلك بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے،ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ نماز قضاکردی جائے، غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جاملے، کچھ نے نہ پڑھی، یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہاں پہنچے۔دونوں فریق کا حال بارگاہ اقدس میں معروض ہوا،ولم یعنف واحدا منهم، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا۔رواہ الائمة منهم الشیخان[92] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما(اس کو ائمہ حدیث خصوصا شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

---

[90] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب النہی عن الانتباذ فی الحتنم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۶۷/۲

[91] القرآن الکریم ۱۴۸/۲

[92] صحیح البخاری ابواب صلوۃ والخوف باب صلوۃ الطالب والمطلوب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲۹/۱

علماء فرماتے ہیں ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

اقول: یعنی اور اس پر عمل خلاف مقصود نہ تھا بخلاف جمود ظاہر یہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا، اور احکام شرعیہ کو **معاذ اللہ** محض بے معنی ٹھہراتا ہے **کما ھو مَعْھُوْدٌ مِن دابھم** (جیسا کہ ان کی عادت معروف ہے۔ت) لہٰذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی، یہی حال یہاں ہے۔

ثانیًا: اسے یوں بھی تحریر کرسکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہی پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادۃ وافادۃ ہر طرح شناعت سے پاک ہے تو نہی صرف تنزیہی ہے کہ منافی جواز واباحت نہیں، جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا۔

لَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ[93]۔	غلام اپنے آقا کو اپنا رب نہ کہے۔

اور فرماتا ہے:

لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ اَسْقِ رَبَّكَ اَطْعِمْ رِبَّكَ وَضِّئِ رَبَّكَ وَلَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ رَبِّیْ[94]۔	تم میں سے کوئی نہ کہے کہ اپنے رب کو پانی پلا۔ اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی شرح صحیح مسلم شریف میں اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں:

النھی للادب وکراھۃ التنزیہ لاللتحریم[95]۔	ممانعت بطور ادب ہے اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

باب کراھۃ التطاول علی الرقیق و قولہ عبدی وامتی وقال اللہ تعالٰی "الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ" وقال عبدا	یہ باب ہے اس بارے میں کہ غلام پر زیادتی مکروہ ہے اور آقا کے اس قول کے سلسلہ میں کہ میرا عبد اور میری باندی ہے۔ اور اللہ تعالٰی عزوجل کا یہ ارشاد "اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا"

---

[93] صحیح مسلم کتاب الفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۸

[94] صحیح مسلم کتاب الفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۸

[95] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الالفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۸

مملوکا واذکرنی عندربك ای عند سیدك[96]۔	اور فرمایا: عبد مموک اور مجھے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے پاس یاد کرو۔ ۱۲م

امام عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ذکر ھذا کلہ دلیلا لجواز ان یقول عبدی وامتی وان النھی الذی ورد فی الحدیث عن قول الرجل عبدی و امتی وعن قولہ اسق ربك ونحوہ للتنزیہ لاللتحریم[97]۔	یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ (مملوک اور مملوکہ) کو"عبدی"اور"امتی" (میرا بندہ اور باندی) کہنا جائز ہے۔ اور احادیث کریمہ میں جو یہ وارد ہے کہ کوئی ادمی"عبدی" (میرا عبد) اور امتی (میری باندی) نہ کہے، یونہی اپنے رب کو پانی پلا"نہ کہے یا اس قسم کی دیگر ممانعت تو یہ تحریم کے لئے نہیں بلکہ تنزیہہ کے لئے ہے۔ ۱۲م

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

فان قلت قد قال تعالٰی اذکرنی عند ربك وارجع الی ربك اجیب انہ و رد لبیان الجواز والنھی للادب و التنزیۃ دون التحریم[98]۔	اگر یہ اعتراض ہو کہ اللہ تعالٰی عزوجل نے فرمایا ہے" مجھے اپنے رب کے پاس یاد کرو"اور اپنے رب کی طرف لوٹو"تو جواب یہ ہوگا کہ یہ بیان جواز کے لئے ہے اور نہی تحریم کے لئے نہیں بلکہ تادیبا اور تنزیہا ہے۔ ۱۲م

ثالثًا: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے:

اَمتلَاَتِ الاَرْضُ مِنْ تَحْمِیْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِیْسِہٖ، وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ[99]۔	زمین بھر گئی احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں گا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

---

[96] صحیح البخاری کتاب العتق باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۶

[97] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب العتق باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۳/ ۱۱۰

[98] ارشاد الساری کتاب العتق باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق الخ دار الکتاب بیروت ۴/ ۳۲۴

[99] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم دربحث نبوت وایمان انبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۶۹

امام احمد مسند، اور عبداللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار اور امام بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم وابن شاہین وابن ابی خیثمہ وابویعلی بطریق عَدیدَہ حضرت اعشٰی مازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ وہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فریادی آئے اور اپنی عرضی حضور میں گزاردی جس کی ابتداء یہ تھی:

یَامَالِكَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ۔	اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزاوسزادینے والے!

مسند احمد وشرح معانی الآثار میں مَالِكَ النَّاسِ [100] ہے اور زوائد مسند نیز ثلثہ متصلہ کی روایت سے بعض نسخ میں یَاملكَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ [101] یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی، پر ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں۔

جب حضور تمام ادمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ، تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک تمام سلاطین کے بھی بادشاہ تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے، مَلِکَ النَّاسِ کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مَالِکَ النَّاسِ اس سے بھی اعظم واعلی ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحکم آیت وحدیث جلل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں۔ وللہ الحمد۔

زمخشری معتزلی نے کشاف سورہ ہود میں زیر قولہٖ تعالی وانت احکم الحاکمین اقضی القضاۃ پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: اقضاکم علی [102] (علی رضی اللہ عنہ تم سب سے زیادہ فیصلے کرنیوالے ہیں۔ ت) اس سے جواز ثابت

---

[100] مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۰۱، شرح معانی الآثار کتاب الکراھیۃ باب الشعر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۰

[101] مسند ابو یعلی حدیث ۶۸۳۶ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶/ ۲۳۰، مجمع الزوائد بحوالہ عبداللہ بن احمد کتاب النکاح ۴/ ۲۳۱ وکتاب الادب باب جواز الشعر الخ ۸/ ۱۲۷

[102] فیض القدیر بحوالہ ابن المنیر تحت حدیث ۳۰۳ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۲۰

ہوتا ہے یعنی جب اقضٰی کی اضافت سب کی طرف ہے۔اوراس میں قضاۃ بھی داخل۔تو اَقضَاکُمْ سے اقضی القضاۃ بھی حاصل، ظاہر ہے کہ اقضاکُمْ عموم میں مالك الناس و مَلِكُ النَّاس و مَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر صرف مخاطبین سے خاص ہے، تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک وملک الملوک ومالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجہ اولٰی ثابت پس آیت وحدیث میں ان ارشادات عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طورپر ہے جیسے مولٰی وسید کہنے سے منع فرمایا حالانکہ قرآن وحدیث خود ان کا اطلاق فرمارہے ہیں وللہ الحمد۔

رابعًا: اگر یہاں کوئی حدیث دربارہ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لئے کافی ووافی ہے نظر دقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سمع رجلا یقول شاھان شاہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَللّٰہُ مَلِكُ الْمُلُوْك[103]۔	یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا: اے شاہان شاہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: شاہان شاہ اللہ ہے۔اس کی توصحت بھی ثابت نہیں۔

رہی حدیث جلیل صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ صحیحین وسنن ابی داؤد وجامع الترمذی میں مروی:

اخنع الاسماء عنداللہ یوم القیمۃ رجل تسمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاك[104]۔	روز قیامت اللہ تعالٰی کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل وخوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام مالک الاملاک رکھا۔

یہ بداہۃً طالب تاویل ہے ک وہ شخص خود نام نہیں،اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے برا نام ہے۔علماء نے اس میں دو۲ تاویلیں فرمائیں:

---

[103] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۹۹۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۵۹۶

[104] صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض الاسماء الی اللہ تعالٰی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۶، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر اسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۲، جامع الترمذی کتاب الادب باب مایکرہ من الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۷، صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب تحریم بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے۔یعنی روز قیامت اللہ تعالٰی کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھے۔
دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے یعنی اللہ تعالٰی کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہے۔
مصابیح واشعۃ اللمعات وسراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویل ثانی ذکر کی،امام قرطبیؒ نے مفہم،اور امام نووی نے منہاج اور علامہ حفنی نے حواشی جامع الصغیر میں اول پر جزم واختصار کیا،فیض القدیر میں قرطبیؒ سے ہے:

المراد بالاسم المسمی بدلیل روایۃ اغیظ رجل و اخبثہ[105]۔	نام سے ذات مراد ہے کیونکہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "آدمیوں میں سب سے بدتر اور خبیث"۱۲م

شرح امام نووی میں ہے:

قالوا معناہ اشد ذلا وصغارا یوم القیامۃ والمراد صاحب الاسم وتدل علیہ الروایۃ الثانیۃ اغیظ رجل[106]۔	علماء نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ ذلیل وحقیر،اور اس سے مراد مسمّٰی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اغیظ رجل(لوگوں میں سب سے بدتر)کا لفظ بتارہا ہے۔۱۲م

حواشی حفنی میں ہے:

اخنع الاسماء ای مسمی الاسماء بدلیل قولہ رجل لانہ المسمی لاالاسم[107]۔	ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل یعنی نام والوں میں سب سے زیادہ ذلیل،کیونکہ ایک روایت میں رجل(آدمی)کا لفظ آیا ہے۔اور ادمی مسمّٰی ہے نہ کہ اسم ۱۲م

علامہ طیبیؒ نے شرح مشکوٰۃ،پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری پھر علامہ مناوی نے فیض القدیر،

[105] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۳۰۳ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۲۰
[106] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الالفاظ باب تحریم التسمی بملک الاملاک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۰۸
[107] حواشی الحفنی علی الجامع الصغیر مع السراج المنیر المطبعۃ الازہریۃ المصریۃ مصر ۱/۶۸

پھر تیسیر شروح جامع الصغیر اور علامہ طاہر نے مجمع البحار، ارور علامہ قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دونوں ذکر فرمائیں، طیّبی پھر ارشاد الساری پھر فیض القدیر نے اشارہ کیا کہ تاویل اول ابلغ ہے۔

حیث قال اَغْنِی الطیبی یمکن ان یراد بالاسم المسمی ای اخنع الرجال کقولہ سبحانہ وتعالٰی سبح اسم ربك الاعلٰی وفیہ مبالغۃ لانہ اذا قدس اسمہ عما لا یلیق بذاتہ فذاتہ بالتقدیس اولی واذا کان الاسم محکوما علیہ بالصغار والھوان فکیف المسمی بہ [108] اھ نقلہ فی فیض القدیر ونحوہ فی الارشاد۔	چنانچہ طیّبی نے کہا یہاں اسم سے مسمّٰی مراد لیا جاسکتا ہے یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل وپست، جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد "اپنے رب اکبر کے نام کی پاکی بولو" اور اس میں مبالغہ ہے کیونکہ جب نامناسب چیزوں سے اسم الٰہی کی تقدیس ضروری ہے تو خود ذات باری تقدیس کی کتنی مستحق ہوگی، لہٰذا جب (ملک الملوک جیسے) نام پر ذلت (حقارت) کا حکم ہے تو اس کے مسمّٰی کا کیا حال ہوگا ۱۲م۔

مرقاۃ نے تصریح کی کہ یہی تاویل بہتر ہے:

حیث قال بعد نقلہ نحو ما مر عن القبض ومثل ما فی الارشاد ما نصہ، وھذا التاویل ابلغ واولی لانہ موافق لروایۃ اغیظ رجل اھ [109]۔	چنانچہ فیض القدیر کی مذکورہ عبارت کے ہم معنی اور عبارت ارشاد کے ہم مثل ایک عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ تاویل بلیغ تر اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ اس روایت کے مطابق ہے جس میں ایسے نام رکھنے والوں کو سب سے زیادہ خبیث بتایا ۱۲م

بلکہ تاویل دوم پر افعل التفضیل اس کے غیر پر صادق آئے گا، کہ بلاشبہہ ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمٰن نام رکھنا بدرجہا بدتر وخبیث تر ہے۔ ابوالعتاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو۲ بیٹیاں تھیں ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن۔ والعیاذ باللہ تعالٰی: ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کرلی تھی، فیض القدیر علامہ مناوی میں ہے:

[108] شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسماء ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۶۸

[109] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسماء المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۶

من العجائب التی لا تخطر بالبال ما نقله ابن بزیزة عن بعض شیوخه ان ابا العتاهیة کان له ابنتان تسمی احدٰیهما الله والاخرٰی الرحمٰن وهذا من عظیم القبائح وقیل انه تاب[110] ۔	ابن بزیرہ نے اپنے بعض مشائخ سے ایک ایسی تعجب خیز بات نقل کی ہے جس کا دل میں خطرہ بھی نہیں گزرتا، وہ یہ کہ ابو العتابیہ کے دو بیٹیاں تھیں، ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن رکھا تھا، اور یہ تو بڑی ہی قبیح بات ہے اور ایک قول کے مطابق وہ اس سے تائب ہو گیا تھا ۱۲م۔

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا، یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اغیظ رجل علی الله یوم	قیامت کے دن سب سے زیادہ [عہ] خدا کے غضب

عــــہ: تبعنا فیه الشراح وقد اضطربوا فی تاویل قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اغیظ رجل علی الله اضطرابًا کثیرا وحاملهم علیه ان ظاهرا للمغیظ کون اشد تغیظا علی الله فیکون الغیظ صادرا منه و متعلقا به تعالٰی وهو خلاف عن المقصود فان المراد بیان شدة غضب الله تعالٰی علیه وهذا معنی ماقال الطیبی ان علی ههنا لیست بصلة لاغیظ کما یقال اغتاظ علی	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ارشاد "اغیظ رجل علی اللہ" کی تاویل میں ہم نے شارحین حضرات کو بہت مضطرب پایا، اس تاویل پر ان کو آمادگی اس لئے ہوئی کہ حدیث کے ظاہر الفاظ میں وہ شخص اللہ تعالٰی پر شدید غیظ والا ہے تو غیظ بندے سے صادر ہو کر اللہ تعالٰی سے متعلق ہوگا حالانکہ یہ خلاف مقصود ہے کیونکہ مقصد تو یہ بیان کرنا ہے کہ اللہ تعالٰی کا شدید غضب اس شخص پر ہوگا اور طیبّی رحمہ اللہ تعالٰی کے قول کا بھی یہی معنٰی ہے کہ "علی" یہاں پر "اغیظ" کا صلہ نہیں ہے جیسے کہ اغتاظ علی (باقی اگلے صفحہ پر)

[110] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۳۰۳ دار المعرفة بیروت ۱/ ۲۲۰

القیمۃ واخبثه واغیظه	میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صاحبه ویغیظ علیه وھو مغیظ مختنق لان المعنی یاباہ کما لایخفی ثم اخذ فی التاویل فقال ولکن بیان کانه لما قیل اغیظ رجل قیل علی من؟ قیل علی اللّٰه [111] اھ،وانت تعلم انه لم یأت بشیئ وانما جعله صلۃ الاغیظ کما کان وقال القاضی الامام اسم تفضیل بنی للمفعول [112] اھ۔اقول و انت تعلمانه خلاف الاصل ثم بھٰذا التاویل لما صار الغیظ مضافا الی اللّٰه تعالٰی وھو محال منه لانه غضب العاجز عن الانتقام کما فی المرقاۃ احتاجوا الی تاویله بانه مجاز عن عقوبته کما فی النھایۃ والطیبی والمرقاۃ ثم بعد ھذا الکل لم یتضح کلمۃ علی،فالتجأ القاری الی انه علی حذف مضاف ای بناء علی حکمه تعالٰی [113] اھ،**اقول**:ولا یخفٰی علیك مافیه

صاحبه" اور "**یغیظ علیه**" میں صلہ بن رہا ہے کیونکہ "**علٰی**" کا "**اغیظ**" کے لئے صلہ ہونا معنی کے خلاف ہے جیسا کہ ظاہر ہے، طیّبی نے یہ بیان کرنے کے بعد تاویل شروع کی، گویا بیان یوں ہے کہ جب "**اغیظ رجل**" کہا گیا تو سوال ہوا کہ کس پر، تو جواب میں کہا گیا اللہ پر اھ، حالانکہ آپ پر واضح ہے کہ یہ تاویل بے مقصد ہے اور "**علی**" ویسے ہی "**اغیظ**" کا صلہ رہا ہے۔اور قاضی نے تاویل میں فرمایا کہ **اغیظ** اسم تفضیل مفعول کے معنٰی میں ہے اھ، **اقول**: (میں کہتا ہوں) آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بھی خلاف اصل ہے نیز یہ کہ جب غیظ کی اضافت اللہ تعالٰی کی طرف ہوئی تو اللہ تعالٰی کے لئے یہ معنی محال ہے کیونکہ یہ انتقام سے عاجز والا غضب ہے۔(جبکہ اللہ تعالٰی عجز سے پاک ہے) جیسا کہ مرقاۃ میں ہے سب اس کی تاویل پر ہیں کہ یہ کلام اس شخص پر اللہ تعالٰی کے عقاب وعذاب سے مجاز ہے جیسا کہ نہایہ، طیّبی، مرقاۃ

(باقی بر صفحہ آ)

[111] شرح الطیبی کتاب الادب باب الاسامی حدیث ۴۷۵۵ ادارۃ القرآن کراچی ۹ /۶۸ و۶۹

[112] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب باب الاسامی المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۶

[113] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب باب الاسامی المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۵

رجل کان یسمّٰی مَلِكَ الاَمْلاك لامَلِكَ الا الله [114]۔	خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا ہے بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالٰی کے سوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

من البعد الشدید وبالجملة رجع الکلام علی تاویلهم الی ان اشد الناس مغضوبیة بناءً علی حکم الله تعالٰی وانا **اقول:** وبالله التوفیق ان جعلنا الغیظ وهو غضب العاجز صادرا عن الرجل وعلی صلة له تخلصنا عن ذٰلك کله ولا نسلم اباء المعنی فان المجرم المعذب الکافر بعظمة الملك ونعمته لابدله من التغیظ علی الملك عند حلول نقمته به وکلما کان اشد عذابا کان اشد تغیظا والتهابا فکان کنایة عن انه اشد الناس عذابا وناسب ذکره بهذا الوجه اشارة الی کونه متکبرا علی ربه منازعاله فی کبریائه متکبرا علی ربه منازعاله فی کبریائه فاذا احس مس العذاب جعل یتغیظ علی من لایقدر علیه ولایستطیع الفرار منه وقد کان یزعم مساواة فی العظمة والاقتدار فمن یقدر تغیظه الاالواحد القهار والعیاذ بالله العزیز الغفار۔ والله سبحانه وتعالٰی اعلم۔ ۱۲ منه عفی عنه۔

میں ہے لیکن اس کے باوجود کہ "علی" کی وضاحت نہ ہوسکی اس لئے ملا علی قاری "لفظ اللہ" سے قبل مضاف مقدر ماننے پر مجبور ہوئے یعنی اغیظ رجل علی حکم اللہ تعالٰی اھ۔

اقول: (میں کہتا ہوں) تجھ پر مخفی نہیں ہے کہ اس تاویل میں شدید بعد ہے خلاصہ یہ کہ ان حضرات کی تاویل کا ماحاصل یہ ہے کہ وہ شخص اللہ تعالٰی کے حکم پر لوگوں میں سے شدید مغضوب ہوگا حالانکہ میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی توفیق سے مگر ہم غیظ کو عاجز کا غضب قرار دے کر اس کا صدور شخص مذکور سے بنائیں تو ہم تمام اعتراض سے بچ جائیں گے اور اس معنی کا انکار ہمارے لیے قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ عذاب میں مبتلا ہونیوالے اللہ تعالٰی کی عظمت ونعمت کے منکر شخص کو لازما اپنے ملک ہونے کی بناء پر عذاب کی وجہ سے غصہ آئیگا، اور جیسے جیسے عذاب کی شدت ہوگی اس کے غصے میں شدت آئیگی تو یہ تمام لوگوں سے بڑھ کر عذاب سے کنایہ ہے۔ اس انداز سے اس کے ذکر کی مناسبت میں اپنے رب تعالٰی پر تکبر اور اس کی کبریائی میں مقابل بننے کی طرف اشارہ ہے توجب اس کو عذاب ہوگا تو اپنے گمان میں اللہ تعالٰی کی عظمت واقتداء میں مساوی ہونے کے باوجود عذاب سے خلاصی میں اپنے بے بسی پر غیظ میں آئیگا تو اس کے غیظ کی مقدار کو اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی نہ جان سکے گا، والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

[114] شرح مسلم کتاب الالفاظ باب تحریم التسمی بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

بالجملہ حدیث حکم فرمارہی ہے کہ اس نام والا روز قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالٰی کے غضب وعذاب میں ہے۔امام قاضی عیاض نے فرمایا: **ای اکبر من یغضب علیه**[115] یعنی سب سے بڑھ کر جس پر غضب الٰہی ہوگا۔علامہ طیّبی نے کہا: **یعذبه اشد العذاب اللّٰه تعالٰی** اسے سخت تر عذاب فرمائے گا۔**نقلهما فی المرقاة**[116] (انھیں مرقاۃ میں نقل کیا گیا ہے۔ت) اور شک نہیں کہ سب سے سخت تر عذاب وغضب نہ ہوگا مگر کافر پر اور "**ملك الاملاک**" نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہوسکتا،جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے،تو حاصل حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعوی الوہیت وخدائی اپنا نام ملک الاملاک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب وغضب رب الارباب ہے،اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے مانحن فیہ سے علاقہ نہیں،**کما لایخفی** (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

خامسًا: اس معنی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفت خاص رب العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحق **اشد العذاب الابدی** ہے تنزل کیجئے تو علماء نے سبب نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبر ہونا پیدا ہے۔شرح مشکوٰۃ علامہ طیّبی میں ہے:

المالك الحقیقی لیس الاھو ومالکیة الغیر مستردة الی مالك الملوك فمن تسمی بهذا الاسم نازع اللّٰه سبحٰنه فی رداء کبریائه واستنکف ان یکون عبداللّٰه لان وصف المالکیة مختص باللّٰه تعالٰی لا یتجاوزه و الملوکیة بالعبد لایتجاوزہ فمن تعدی طورہ،فله،فی الدنیا الخزی والعار وفی الاخرة والالقاء فی النار[117]۔	مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے اور دوسروں کی بادشاہت وملکیت اسی شہنشاہ کی رہینِ منّت تو جس نے "ملک الملوک" اپنا نام رکھا تو اس نے کبریائی کی چادر میں اللہ سے منازعت مول لی اور اپنے کو بندہ خدا ہونے سے تکبر کیا کیونکہ مالک ہونا ایک ایسا وصف ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہے۔دوسروں میں یہ پایا نہیں جاسکتا،یونہی مملوک ہونا یہ بندوں کے ساتھ خاص ہے ان سے متجاوز نہیں ہوسکتا،تو جو اس دارہ کار سے آگے بڑھ گیا وہ دنیا میں رسوا اور ذلیل اور آخرت میں عذاب نار کا سزاوار ہے۔۱۲م۔

[115] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۶

[116] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ الطیبی کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۷

[117] شرح الطیبی علی المشکوۃ کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۷۵

مرقاۃ میں ہے:

الملك الحقيقي ليس الا هو وملكية غيره مستعارة فمن سمى بهذا الاسم نازع الله بردائه وكبريائه و لما استنكف ان يكون عبدالله جعل له الخزى على رؤس الاشهاد[118]۔	مالک حقیقی تو ہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی لہذا جس نے اس نام "ملک الملوک" سے اپنا نام رکھا، اس نے ردائے الٰہی اور اس کی کبرایائی سے منازعت کی، اور جب اس نے بندہ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت ورسوائی اس کے لئے مقرر کردی گئی۔ ۱۲م

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

لامالك لجميع الخلائق الا الله ومالكية الغير مستردة الى ملك الملوك فمن تسمى بذٰلك نازع الله فی رداء کبریائه واستنكف ان يكون عبدالله[119]۔	مخلوقات کا مالک تو صرف اللہ ہے۔ اور غیر کا مالک ہونا اسی شہنشاہ کا صدقہ ہے تو جس نے یہ (ملک الملوک) نام رکھا تو اس نے اللہ عزوجل سے اس کی کبریائی کی چادر مول لی اور بندہ الٰہی ہونے سے تکبر کیا۔ ۱۲م

بعینہٖ یونہی سراج المنیر میں ہے: من قوله فمن تسمٰی بذٰلك[120] الخ۔ ارشاد الساری میں ہے:

المالك الحقيقي ليس الا هو مثل مامر عن الطيبی الى قوله استنكف ان يكون عبدالله وزاد فيكون له الخزى والنكال[121]۔	مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے استنکف ان یکون عبد اللہ (اللہ کا بندہ ہونے سے تکبر کیا) تک من وعن طیّبی کے قول کی طرح، البتہ اس میں یکون لہ الخ کا لفظ زائد ہے یعنی اس کے لئے ذلت ورسوائی ۱۲م

---

[118] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۵

[119] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۳۰۳ اخنع الاسماء عنداللہ مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵۱۔ ۵۲

[120] السراج المنیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۳۰۳ اخنع الاسماء عنداللہ المطبعۃ الازہریہ المصریۃ مصر ۱/ ۶۸

[121] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض الاسماء الخ دار الکتاب العربی بیروت ۹ /۱۸۔ ۱۱۷

ان سب عبارات کا حاصل یہ کہ علت نہی ہے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ تعالٰی کا بندہ بننے سے نفرت کی، ان کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر پر کھئے جب تو وہی وجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصل شاہنشی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو ورنہ کم از کم اس قدر ضرور کہ علت منع تکبر بتاتے ہیں، تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنے تعظیم کی ور اپنے آپ کو بڑا جانا، دوسرے نے اگر معظم دینی کی تعظیم کی اسے خدا تعالٰی کے بڑا کئے سے بڑا جانا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ، اب یہ حدیث اس طریق کی طرف راجع ہوئی کہ آقا کو منع فرمایا کہ اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے حالانکہ قرآن وحدیث واقوال جمیع علمائے امت میں واقع ہے۔قال اللہ تبارك وتعالٰی:

"وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ"[122]	اور اپنے لائق بندوں۔

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم:

لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ[123]۔	مسلمان کے عبد (غلام) اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اس مسئلے کی تحقیق فتاوائے فقیر میں بحمد اللہ تعالٰی بروجہ اتم ہے۔امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

قال فی مصابیح الجامع ساق المؤلف فی الباب قولہ تعالٰی والصالحین من عبادکم وامائکم وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قوموا الی سیدکم تنبیھا علی ان النھی انما جاء متوجھا علی جانب السید اذھو فی مظنۃ الاستطالۃ وان قول الغیر ھذا عبدُ زید	مصابیح الجامع میں فرمایا کہ مؤلف کا باب کی مناسبت سے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد اپنے لائق بندوں اور کنیزوں اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ قول "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ" پیش کرنا اس بات پر تنبیہ کے لئے ہے کہ ممانعت خود ذات سید کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے کیونکہ یہ کبر کی جاہے رہا کسی غیر کا یہ کہنا یہ زید کا عبد (غلام)

[122] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۲

[123] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۱۶، سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب صدقہ الرقیق آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۲۵، سنن ابن ماجہ ابوب الزکوٰۃ باب صدقۃ الخیل والرقیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۱

و ھذا امۃ خالد جائز لانہ یقولہ اخبارا وتعریفا و لیس فی مظنۃ الاستطالۃ والاٰیۃ والحدیث مما یوید ھذا الفرق[124]۔	ہے، یہ خالد کی باندی ہے۔تو یہ جائز ہے کیونکہ اس قول سے مقصود خبر دینا اور تعریف کرنا ہے یہاں تک کبر ونخوت کی کوئی جگہ نہیں، آیت کریمہ اور حدیث پاک سے بھی اسی فرق کی تائید ہوتی ہے۔۱۲م

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ہے:

المعنی فی ذٰلك كل راجع البراءۃ من الکبر[125]	یہ معنی کبر و نخوت سے براءت کے لیے ہے ۱۲م۔

شرح السنہ امام بغوی پھر مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

معنی ھذا راجع الی براءۃ من الکبر والتزام الذل والخضوع۔[126]	یہ تمامی تاویلات کبر اور ذلت وخواری کے التزام سے براءت کے لئے ہے ۱۲م۔

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لئے ہیں اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہوسکتا ہے دوسرے کو کہتے ہیں میں تکبر کا کیا محل۔ پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقۃً حکم نیت پر دائر ہوگا، اگر بوجہ تعلّی و تکبر ہے قطعاً حرام، ورنہ نہیں،

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرءٍ مانوی[127]۔	اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا۔

اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو "اے میرے بندے" کہنا بہ نیت تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں، امام نووی پھر امام عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

المراد بالنھی من استعملہ علی جھۃ التعاظم لامن	ممانعت سے مراد اس خاص صورت میں ممانعت ہے جب اسے بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال

[124] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العتق باب الکراھیۃ التطاول علی الرقیق دار الکتاب العربی بیروت ۴ /۳۲۴
[125] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب العتق باب الکراھیۃ التطاول علی الرقیق ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۳ /۱۱۰
[126] شرح السنۃ للبغوی باب یقول العبد بمالکہ الخ تحت حدیث ۳۳۸۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/ ۳۵۱، مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوۃ کتاب الادب باالاسامی حدیث ۴۷۶۰ المکتبہ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۲۰
[127] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۲

مرادہ التعریف[128]۔	کرے اور جس کی مراد دسرے کی تعریف ہو اس کے لئے ممانعت نہیں۔ ۱۲م

مرقاۃ میں ہے:

ولذا قیل فی کراھۃ ھذا الاسماء ھو ان یقول ذٰلك علی طریق التطاول علی الرقیق والتحقیر لشانہ والا فقد جاء بہ القراٰن قال اللہ تعالٰی والصالحین من عباد کم وامائکم وقال اذکرنی عند ربك[129]۔	اس وجہ سے بعض علماء نے کہا ایسا نام رکھنا اس وقت مکروہ ہے کہ جب کہنے والے کا مقصد غلام پر فخر کرنا اور اس کی شان کی حقارت ظاہر کرنا ہو ورنہ خود قرآن ناطق ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا" او فرماتا ہے: "اور اپنے آقا کے پاس ہمیں یاد کرو" ۱۲م

اشعۃ اللمعات میں ہے:

وگفتہ اند کہ منع ونہی از اطلاق عبد واُمہ بر تقدیرے است کہ بروجہ تطاوُل وتحقیر تصغیر باشد والا اطلاق عبد واَمۃ در قراٰن و احادیث آمدہ[130]۔	علماء نے فرمایا ہے کہ (اپنے غلام اور اپنے باندی پر) عبد اور اَمۃ کا اطلاق اس صورت میں منع ہے کہ جب یہ ازراہ تکبر اور تحقیر و تصغیر ہو، ورنہ خود قرآن واحادیث میں لفظ عبد اور اَمۃ موجود ہے۔ ۱۲م

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیل تفاخر حرام ورنہ جائز، حدیث میں شریف میں ہے:

من قال انا عالم فھو جاھل، رواہ الطبرانی فی الاوسط[131]۔	جو شخص یہ کہے میں عالم ہوں وہ جاہل ہے (اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے اوسط میں

[128] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب العتق ادارۃ الطباعۃ لنیریۃ بیروت ۱۳ /۱۱۳

[129] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب تحت حدیث ۴۷۶۰ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۲۰

[130] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴ /۴۷

[131] المعجم الاوسط حدیث ۶۸۴۲ مکتبہ المعارف ریاض ۷ /۴۳۳

عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

حالانکہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا: "اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ﴿۵۵﴾ "[132] بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں عالم ہوں۔
تیسری نظیر اسبال ازار ہے یعنی تہبند یا پائچے ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک کہ فرمایا:

ثلثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولاینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم المسبل ازارہ والمنان و المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب، رواہ[133] الستۃ الا البخاری عن ابی ذر النجاری علیہ رضوان الباری۔	تین شخص ہیں کہ اللہ تعالٰی روز قیامت ان سے بات نہ کرے گا اور ان کی طرف نظر نہ فرمائیگا اور انھیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔ یہ تہبند لٹکانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلتا کرنے والا (اسے روایت کیا گیا صحاح ستہ میں بخاری کے سوا ابی ذر نجاری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ت)

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی:

اِنَّ اِزاری یسترخی الا ان تعاھدہ۔	یا رسول اللہ! بیشک میرا تہبند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال رکھوں۔

فرمایا:

انت لست ممن یفعلہ خُیلاَء۔	تم ان میں سے نہیں جو براہ تکبر وناز ایسا کریں۔

[132] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۵

[133] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۱، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۹، مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۶۲، ۱۶۸، ۱۷۸، سنن الدارمی کتاب البیوع باب ۶۳، حدیث ۲۶۹۸ دارالمحاسن للطباعۃ قاہرہ ۲/ ۱۸۰۔ سنن النسائی کتاب البیوع باب المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۲۱۱، سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب ماجاء فی کراہیۃ الایمان الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۰

رواہ الشیخان [134] وابوداؤد والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	(اسے روایت کیا شیخان اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

سادسًا: عـــہ حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی، کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا بل ہے۔ آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز و حکم وحکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی، اور عزت و حکم وحکمت سے قرآن وحدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا جن کی سندیں اوپر گزریں، نیز اس کی نظیر حابس الفیل وسائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے یہ نام رکھنا حرام اور وصف وارد، جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصواء، شریف بیٹھ گیا، اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت ولکن حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْل [135] اسے حابس فیل نے روک دیا، یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھادیا اور کعبہ معظّمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا۔ عزوجلالہ، زرقانی علی المواہب میں علامہ ابن المنیر سے ہے:

یجوز اطلاق ذٰلك فی حق اللہ تعالٰی فیقال حبسھا اللہ حابس الفیل وانما الذی یمکن ان یمنع تسمیته سبحانه حابس الفیل ونحوہ اھ قال الزرقانی وھو مبنی علی الصحیح من الاسماء توقیفه [136]۔	اللہ تبارک وتعالٰی پر اس کا اطلاق جائز ہے۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ حابس فیل نے اسے روک لیا، ہاں ممانعت اس صورت میں ہوسکتی ہے جب "حابس فیل" یا اس کے ہم معنی کو اسم الٰہی قرار دے دیا جائے، زرقانی نے کہا اس کی بناء وہ قول صحیح ہے جس میں اسمائے الٰہی کو توفیقی قرار دیا ہے۔ ۱۲م

عـــہ: الوجوہ الخمسة الاول عامة وھذا خاص بغیر التسمیة ۱۲منه عفی عنه۔	پہلے پانچ وجوہ عام اور یہ غیر تسمیہ سے خاص ہے ۱۲منہ (ت)

[134] صحیح البخاری فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۷، صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جر ازارہ من غیر خیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۶۰، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۹

[135] المواہب اللدنیہ بیان صلح الحدیبیہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۹۱

[136] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ امر الحدیبیہ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۴

اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بُجیر طائی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:ـ

تبارك سائق البقرات انی رأیت اللہ یھدی کل ھاد[137]۔	اللہ تبارک وتعالٰی گائیوں کو چلانے والا ہے میں نے اللہ تعالٰی کو ہر رہنما کا رہنما پایا ہے۔(ت)

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کا کلام پسند کیا اور فرمایا:

لایَفْضُضِ اللہ فَاکَ۔ رواہ ابن السکن[138] وابو نعیم ومندہ۔	اللہ تیرا منہ بے دندان نہ کرے (نوے برس جئے کسی دانت کو جنش نہ ہوئی) (اس کو روایت کیا ابن السکن اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے۔ت)

یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین ومتاخرین ائمہ دین وفقہائے معتمدین وعرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا، اور ممکن کہ خود ان کے پاس اسے بھی بہتر جواب ہو، "وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۝" [139]۔

سابعًا: اس سب سے قطع نظر کرکے یہی فرض کرلیجئے کہ **معاذاللہ** ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہو اور جواب معدوم، تو انصافا فقیر کا مصرع اب بھی اس روش پر نہیں کہ ان ائمہ وعلماء نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ وقاضی القضاۃ کہا ہے حتی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حکام دنیوی کو، اور وہ مصرح اس معنی میں ہرگز متعین نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزجلالہ سے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو سرے سے منشاء شبہہ زائل، اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عزوجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں، **قال اللہ تعالٰی** "فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ۝" [140] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: باغ کی کیاری میں ان کی خاطر داری ہوگی۔ت) قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے رَاَیْتُ اَسَدًا یَرْمِیْ (میں نے شیر کو تیر اندازی کرتے دیکھا) حدیث شریف میں قبر مومن کو روضۃ من ریاض الجنۃ[141] فرمایا جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضہ شہنشاہ کے معنی ہوئے

---

[137] دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر ماکان فی غزوۃ تبوک عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۹۲

[138] شرح الزرقانی المواہب اللدینۃ بحوالہ ابن مندہ وابونعیم وابن السکن دار المعرفۃ بیروت ۳ /۷۸

[139] القرآن الکریم ۱۲/ ۷۶

[140] القرآن الکریم ۳۰/ ۱۵

[141] جامع الترمذی ابواب صفۃ یوم القیمۃ امین کمپنی دہلی ۲ /۶۹

الٰہی خیابان، خدا کی کیاری، اس میں کیا حرج ہے، جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کو ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا:

"اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا"[142] ۔	کیا خدا کی زمین یعنی زمین مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

تو خاص روضہ انور کو الٰہی روضہ شاہنشاہی خیابان، ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے، وللہ الحمد،

بایں ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت وحدیث سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مَالِكُ النَّاس، مَلِكُ النَّاسِ، مَالِكُ الْاَرْضِ، مَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ ہونا ثابت کرچکا تو لفظ پر اصرار یا روایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے "شاہنشاہ طیبہ" کہئے، کہ وہ شاہ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی اور شاہ تمام اولین وآخرین بھی جن میں ملوک وسلاطین سب داخل بادشاہ ہو یا رعیت، وہ کون ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دائرہ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے۔

محمد عربی کہ ابروئے ہر دو سراست کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

(محمد عربی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دونوں جہانوں کی عزت ہیں جو ان کے در کی خاک نہیں اس کے سر پر خاک)

وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، ولیکن ھذا ھذا اٰخرا لکلام فی المسئلۃ الاول الحمد للہ فی الاولٰی والاخرٰی۔	اللہ تعالٰی ک رحمت نازل ہو ہمارے آقا مولٰی پر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب سب پر، یہ پہلے مسئلہ میں آخری کلام ہے۔ دنیا واخرت میں تمام حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ (ت)

جواب سوال دوم: الحق اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب ہے سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت نہ محدود نہ اس کی عطاء کا باب وسیع مسدود، "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾"[143] بے شک اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے "وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾"[144] اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں، وہ علی الاطلاق فرماتا ہے:

---

[142] القرآن الکریم ۴/ ۹۷

[143] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

[144] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۰

"وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ" [145]	اللہ تعالٰی اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔

اس کا اطلاق اجسام وابصار واسماع وقلوب سب کو شامل ہے وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل وہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھرتے؟ ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی، قال اللہ تعالٰی:

"اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ" [146]	جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔

سیرت ابن اسحاق وسیرت ابن ہشام میں ہے بنی قریضہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے، ان سے دریافت فرمایا: تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی: دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ جنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا:

ذاك جبريل بعث الى بنى قريضة يزلزل بهم حصونهم ويقذف الرعب فى قلوبهم [147]۔	وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔ ۱۲م

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا جلس القاضى مجلسه هبط عليه ملكان يسددانه ويوفقانه ويرشدانه مالم يجر فاذا جار عرجا وتركاه [148]۔	جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی رائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے نیک راستہ سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر اڑ گئے۔ ۱۲م

[145] القرآن الکریم ۵۹/ ۶

[146] القرآن الکریم ۸/ ۱۲

[147] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام مع الروض الانف غزوہ بنی قریظہ مکتبہ فاروقیہ ملتان ۲/ ۱۹۵

[148] السنن الکبرٰی کتاب آداب القاضی باب من ابتلی بشیئ الخ دار صادر بیروت ۱۰/ ۸۸

دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر وابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما، دونوں سے روای کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو لم ابعث فیکم لبعث عمر اید اللہ عمر بملکین یوفقانہ ویسدد انہ فاذا اخطا صرفاہ حتی یکون صوابا[149]۔	اگر میں بھی تم میں ظہور نہ فرماتا تو بیشک عمر نبی کیا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے راہ پر رکھتے، اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے ہیں یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔ ۱۲م

ملائکہ کی شان تو بلند ہے۔ شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے جس سے فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنٰی کیا ہے کہ:

" اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ "[150]	میرے خاص بندوں پر تیرا قابو نہیں۔

قال اللہ تعالٰی:

" یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ "[151]	شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

وقال اللہ تعالٰی:

" شَیٰطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَ الۡجِنِّ یُوۡحِیۡ بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ "[152]	شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔ ۱۲م

بخاری، مسلم، ابوداؤد مثل امام احمد، حضرت انس بن مالک اور مثل ابن ماجہ حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

[149] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۱۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳ /۲۷۳

[150] القرآن الکریم ۱۷/ ۶۵

[151] القرآن الکریم ۱۱۴/ ۵و۶

[152] القرآن الکریم ۶ /۱۱۲

ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم [153]۔	بے شک شیطان انسان (آدمی) کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری وجاری ہے۔

صحیحین وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز زناں بھاگ جاتاہے کہ اذان کی آواز نہ سنے، جب اذان ہوچکتی ہے پھر آتاہے۔جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتاہے، جب تکبیر ہوچکتی ہے پھر آتاہے حتی یخطرا بین المراء ونفسه یقول اذکر کذا اذکر کذا لما لم یکن یذکرہ، حتی یظل الرجل مایدری کم صلی [154] یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہوکر خطرے ڈالتاہے کہتا ہے کہ یہ بات یاد کروہ بات یاد کران باتوں کے لئے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی" امام ابوبکر ابی الدنیا کتاب مکائد الشیطان، اور امام اجل ترمذی نوادر الاصول میں بسند حسن، اور ابویعلٰی مسند، اور ابن شاہین کتاب الترغیب، اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ان الشیطان واضع خطمه علی قلب ابن اٰدم فان ذکر اللہ خنس وان نسی التقم قلبه فذٰلك الوسواس	بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے، جب آدمی خدا تعالٰی کو یاد کرتاہے شیطان دبک جاتاہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتاہے (بھول جاتاہے) تو شیطان اس کا

[153] صحیح البخاری باب الاعتکاف ۱/ ۲۷۲ کتاب بدء الخلق ۱/ ۴۶۴ کتاب الاحکام ۲/ ۱۰۶۳ قدیمی کتب خانہ کراچی، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب المعتکف یدخل البیت لحاجته الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۳۵

[154] صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل التاذین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۵، صحیح مسلم کتاب الصلٰوۃ باب فضل الاذان وھرب الشیطن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۸، صحیح مسلم کتاب المساجد باب السھو فی الصلٰوۃ والمسجود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱۱، مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۱۳، ۵۲۲، ۴۶۰

الخناس[155] ۔	دل اپنے منہ میں لے لیتاہے تو یہ ہے (شیطان خناس) وسوسہ ڈالنے والا دبک جانیوالا۔

لمہ شیطان ولمہ مبلکہ دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں پھر اولیاء کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محل انکار ہے۔ حضرت علامہ سلجماسی رحمۃاللہ تعالٰی علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیاء کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے، حضرات اولیاء نے ان کو قصدا ادھر لگالیا ہے کہ دعامیں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں، عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے، تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خداکے وجود ہی سے منکر ہوجاتے، اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھ، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

حدیث اول: اور سنئے، مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کتاب مستطاب **نُزْهَةُ الْخَاطِرِ الْفَاتِرِ فی ترجمة سیدی الشریف عبد القادر** رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

روی الشیخ الجلیل ابوصالح المغربی رحمہ اللہ تعالٰی انہ قال قال لی سیدی الشیخ ابو مدین قدس سرہ، یا ابا صالح سافر الی بغداد وأت الشیخ محی الدین عبدالقادر لیعلمك الفقر ،فسافرت الی بغداد فلما رأیتہ رأیت رجلا مارأیت اکثر هیبة منه(فساق الحدیث الی اٰخرہ الی ان قال)قلت یا سیدی ارید ان تمدنی ملك بهذا الوصف فنظر نظرة	یعنی شیخ جلیل ابوصالح مغربی رحمہ اللہ تعالٰی نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابوشعیب مدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اے ابوصالح! سفر کرکے حضرت شیخ محی الدین عبد القادری کے حضور حاضر ہو کر وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں، میں بغداد گیا جب حضور پر نور سید نا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوامیں نے اس ہیبت و جلال کا کوئی بندہ خدانہ دیکھا تھا حضور نے مجھ کو ایک سو بیس ۱۲۰ دن یعنی تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف

[155] شعب الایمان حدیث ۵۴۰ دار المکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۰۳، نوادر الاصول الاصل التاسع والخمسون والمائتان الخ دار صادر بیروت ص ۳۵۴

فتفرقت عن قلبی جواذب الارادات کما یتفرق الظلام بھجوم النھار وانا الاٰن انفق من تلك النظرۃ[156]۔	اشارہ کرکے فرمایا: اے ابوصالح! ادھر کو دیکھو تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی۔ کعبہ معظّمہ، پھر مغرب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ادھر دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کی: میرے پیر ابومدین۔ فرمایا: کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا: ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کی: بلکہ جس طرح آیا تھا: یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا: اے ابوصالح! اگر تو فقر چاہتا ہے تو ہر گز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ توحید ہے اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے لوح دل بالکل پاک وصاف کرلے، میں نے عرض کی: اے میرے آقا! میں چاہتاہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں، یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کافور ہو گئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلارہاہوں۔

دیکھئے خاطر پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرمادیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

امام اجل مصنف بہجۃ الاسرار کی جلالت شان اور اس کتاب جلیل کی صحت وعظمت

فائدہ: یہ حدیث جلیل حضرت اما اجل سید العلماء شیخ القراء عمدہ العرفاء نور الملۃ والدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنونی قدس سرہ العزیز نے صرف دوواسطہ سے حضور پر نور سید نا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرید ہیں، امام جلیل الشان، شیخ القراء، ابوالخیر شمس الدین محمد محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی مصنف حصن حصین شریف کے استاذ ہیں، امام ذہبی صاحب میزان الاعتدلال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے، اور طبقات القراء میں ان کی مدح ستائش کی اور ان کو اپنا امام یکتا لکھا۔

حیث قال علی بن یوسف بن جریر اللخمی شطنوفی الامام الاوحد المقری نور الدین	چنانچہ کہا کہ علی بن یوسف بن جریری لخمی شطنونی نور الدین امام یکتا، مدرس قراءت اور

[156] نزھۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ عبدالقادر

شیخ القراء بالدیار المصریة [157]۔	بلاد مصری کے شیخ القرء ہیں ۱۲م

اور امام اجل عارباللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمعنی رحمہ اللہ تعالٰی "فی آمرۃ الجنان میں اس جناب کو ان مناقب جلیلہ سے یاد رفرمایا:

روی الشیخ الامام الفقیہ العالم المقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافی اللخمی فی مناب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندہ الخ[158]	شیخ امام زبردست فقیہ مدرس قراءت علی ابن یوسف بن جریر بن معضاد شافی لخمی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ روایت بیان کی۔ ۱۲م

اور امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر الجزری مصنف حصن حصین نے نہایۃ الدرائت فی اسماء الرجال القرائت میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاہ نوراالدین ابوالحسن اللخمی الشطنونی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریة ولد بالقاہرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازھر من القاہرۃ وتکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد والتحقیق وبلغنی انہ عمل علی الشاطبیة شرحا فلوکان ظھر لکان من اجود شروحھا توفی یوم السبت اوان الظھر دفن یوم الاحد العشرین من ذی الحجة سنة ثلث عشرۃ وسبع مائۃ رحمہ اللہ تعالٰی۔[159] (مختصرًا)	یعنی علی بن یوسف نور الدین ابوالحسن شافعی استاد محقق اپنے کمال والے جو عقلوں کو حیران کردے، بلاد مصر کے شیخ قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا، ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا، میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی، روز دوشنبہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ بستم ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے، رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انتہی ۱۲م

[157] زبدۃ الآثار بحوالہ طبقات المقرئین مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۳

[158] مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان

[159] زبدۃ الآثار بحوالہ نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال واالقرأت مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۵

اور امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے "حُسن المحَاضَرۃ بِاَخبَارِ مصر والقاھرۃ" میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنونی الامام الاوحد نور الدین ابو الحسن شیخ القراء بالدیار المصریۃ تصدر للاقراء بالجامع الازہر وتکاثر علیہ الطلبۃ[160]۔	یعنی علی بن یوسف ابوالحسن نور الدین امام یکتا ہیں، اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم اور تاریخ ولادت ووفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

نیز امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب "بغیۃ الوعادۃ" میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ:

لہ الید الطولٰی فی علم التفسیر[161]۔	علم تفسیر میں اس جناب کو ید طولٰی تھا۔

اور حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے کتاب "زبدۃ الاسرار" میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے:

بھجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقری، الاوحد البارع نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ واسطتان وھو داخل فی بشارۃ قولہ رضی اللہ تعالٰی عنہ طوبٰی لمن رانی ولمن رأی من رانی ولمن رای من رانی[162]۔	یعنی امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس قرائت یکتا، عجب صاحب کمال نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی لخمی، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پر نور سرکار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ انتہی

ان امام اجل یکتا نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت وعظمت وجلالت شان کے ایسے مداح ہوئے، اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار شریف میں (کہ امام اجل یافعی وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے آئے امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب

[160] حسن المحاضرۃ باخبار مصر والقاھرۃ

[161] بغیۃ الوعاۃ للیسوطی

[162] زبدۃ الاسرار خطبۃ الکتاب مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۵

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی وشطوطی رحمہ اللہ تعالٰی سے پڑھی، اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی، اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا:

ایں کتاب بہجۃ الاسرار کتابے عظیم وشریعت ومشہور است۔[163]	یہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک عظیم شریعت اور مشہور کتاب ہے۔ ۱۲م

اور زبدۃ الاسرار شریف میں اس کی روایات صحیح وثابت ہونے کی تصریح کی) یوں بسند صحیح روایت فرمائی کہ:

حدثنا الفقیہ ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلی الفاسی المالکی المحدث بالقاہرۃ ۶۷۱ھ قال اخبرنا جدی حجاج بفاس ۶۲۳ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۵۸۸ھ فلما کنا بعرفات وافینا بہا الشیخ ابا القاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزار فتسما لما وجلسا یتذکران ایام الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال الشیخ ابومحمد قال لی سیدی الشیخ ابو مدین رضی اللہ تعالٰی عنہ یاصالح سافر الی بغداد الحدیث۔[164]	یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جدامجد حجاج بن یعلی بن عیسٰی فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابومحمد صالح کے ساتھ ۵۸۸ھ میں حج کیا، عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزار ملے، دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر فرمانے لگے، ابومحمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابومدین نے فرمایا: اے صالح! سفر کرکے بغداد حاضر ہو، الی آخرہ۔

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابومحمد نزہۃ الخاطر میں ابوصالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

[163] زبدۃ الآثار مع زبدۃ الاسرار خطبہ الکتاب مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۲

[164] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۲

حدیث دوم: اور سنیے، اسی حدیث جلیل میں ہے کہ حضرت صالح یہ روایت فرماچکے تو حضرت سید عمر بزار قدس سرہ، نے فرمایا:

وانا ایضا کنت جالسا بین یدیه فی خلوته فضرب بیده فی صدری فاشرق فی قبله نورعلی قدر دائرة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الاٰن فی زیادة من ذٰلك النور [165]۔	یعنی یونہی میں بھی ایک روز حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے خلوت میں حاضر تھا حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا، فورا ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اس وقت سے میں نے حق کو پایا، اور آج تک وہ نور ترقی کررہاہے۔

حدیث سوم: اور سنیے، امام ممدوح اسی بہجۃ الاسرار شریف میں بایں سند راوی:

حدثنا الشیخ ابوالفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسمٰعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابوجعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال الخبرنا الشیخ العارف ابوالخیر بشر بن محفوظ ببغداد بمنزله الحدیث۔	یعنی ہم سے شیخ ابوالفتوح محمد صدیق بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابوجعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابوالخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب اور) جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا: لِیَطْلُبْ کُلٌّ مِنْکُمْ حَاجَةً اُعْطِیْهَا لَه، تم میں سے ہر ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم ومعرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ ومنصب کی مرادیں مانگیں جو بتفصیل مذکور ہیں)

حضور پر نور رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

"كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝" ۔	ہم ان اہل دین اور اہل دنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔

[165] بهجة الاسرار ذکر فصول من کلامه مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۳

خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔اور یہ نہیں (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کرکے فرماتے ہیں):

واما انا فان الشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ وضع یدہ علی صدری وانا جالس بین یدیہ فی مجلسہ ذٰلك فوجدت فی الوقت العاجل نورا فی صدری وانا الی الاٰن افرق بہ بین مواردا الحق والباطل وامیز بہ بین احوال الھدٰی والضلال وکنت قبل ذٰلك شدید القلق لالتباسھا علی[166]۔	اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا، حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا کہ فوراایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کرلیتاہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہوسکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

حدیث چہارم: اور سنیے، امام ممدوح اسی کتاب جلیل میں اس سند عالی سے راوی کہ: اخبرنا ابو محمد الحسن ابن ابی عمران القرشی وابو محمد سالم بن علیا الدمیاطی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شھاب الدین عمر السھروردی الحدیث یعنی ہمیں ابو محمد قرشی وابو محمد میاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہر وردی رضی اللہ تعالٰی عنہ سردار سلسلہ سہر وردیہ نے خبر دی کہ مجھ علم کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اس کی کتابیں از بر حفظ کرلی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہوگیا تھا میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہر وردی رضی اللہ تعالٰی عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھاایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگا غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کادل اللہ تعالٰی کی طرف سے خبر دیتاہے دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتاہوں، نہیں مانتا، حضور نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی: فلاں فلاں کتابیں۔

[166] بھجۃ الاسرار ذکر فضول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۰ و ۳۱

فامریدہ علی صدری فواللہ مانزعھا وانا احفظ من تلك الكتب لفظۃ وانسانی اللہ جمیع مسائلھا ولکن وفر اللہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقمت من بین یدیہ وانا انطق بالحکمۃ وقال لی یاعمر انت اخر المشھورین بالعراق. قال وکان الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ سلطان الطریق والتصرف فی الوجود علی التحقیق۔ حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالٰی کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالٰی نے مجھے بھلادیے، ہاں! اللہ تعالٰی نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا، تو میں حضور کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا، اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہوگئے یعنی تمھارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا، اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادری رضی اللہ تعالٰی عنہ بادشاہ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت فرماتے ہیں میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا، چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیانے بھر بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ ٹوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے سے ابل رہے ہیں، دن ختم کرکے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کروں۔ میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا: جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی، یعنی صرف اپنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دئے ہیں[167]، رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں۔

حدیث پنجم: اور سنیے، امام محمد وح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سند عالی سے راوی: حدثنا الشیخ الصالح ابوعبداللہ محمد بن کامل بن ابو المعالی الحسینی قال سمعت

---

[167] بھجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۲ و ۳۳

الشیخ العارف ابا محمد مفرج بن بنھان بن رکاف الشیبانی یعنی ہم سے شیخ صالح ابوعبداللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابومحمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہ کو فقاہت میں سب سے اعلٰی اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انھیں جواب سے بند کردیں، یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آکر بیٹھ لئے حضور پرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا۔ جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حسرت زدہ ہوکر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہوکر ممبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پرنور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور پرنوران فقیہوں کو ایک ایک کرکے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادئے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا: یہ تمھارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے:

لما جلسنا فقدنا جمیع مانعرفه من العلم حتی کانه نسخ منا فلم یمر بنا قط فلما ضمنا الی صدره رجع الی کل منا مانزع عنه من العلم ولقد ذکرنا مسائلنا التی ھیأنا حاله وذکر فیھا اجوبته[168]۔	جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہوگیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہوکر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کرکے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے یہ زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا

[168] بھجة الاسرار ذکر وعظه رضی اللہ تعالٰی عنه مصطفی البابی مصر ص ۹۶

سب بھلادیں اور پھر ایک آن میں عطافرمادیں۔

حدیث ششم: اور سنیے، امام ممدوح اسی کتاب مبارک میں اس سند جلیل سے راوی کہ: اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ الابھری وابومحمد سالم الدمیاطی اصوفی قالا سمعنا الشیخ شھاب الدین السھروردی الحدیث۔ یعنی ہمیں ابوالحسن ابہری وابومحمد اسالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کو فرماتے سنا کہ میں ۵۶۰ھ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہروردی کے ہمرا حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا، اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا:

کیف لا اتادب مع من صرفه مالکی فی قلبی وحالی وقلوب الاولیاء واحوالھم ان شاء امسکھا وان شاء ارسلھا[169]۔	میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب واحوال پر تصرف بخشا ہے۔ چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں۔

کہئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

حدیث ہفتم: اور سنیے، اور سب سے اجل واعلٰی سنیے، امام ممدوح قدس سرہ، اسی کتاب عالی نصاب میں اسی سند صحیح سے روایت فرماتے ہیں کہ: حدثنا الشیخ ابومحمد القاسم بن احمد الھاشمی الحرمی، الحنبلی قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی الخباز قال اخبرنا الشیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزار، الحدیث۔

یعنی شیخ ابومحمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انھیں عارف حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبر دی کہ انھیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں ۱۵ / جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روزہ جمعہ کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا، میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے، ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ اژدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پائے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات

[169] بھجۃ الاسرار ذکر الشیخ ابوالنجیب عبدالقاہر السھروردی مصطفی البابی مصر ص۲۳۵

ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالی عنہم نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معالوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہوگئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت میں تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولت قرب تو نصیب تھی، یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میرے طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا: اور ارشاد کیا: اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی، **اوما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتہا عنی وان شئت اقبلت بھا الی**[170] یعنی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں، **رضی اللہ تعالٰی عنه ورحمنا به وجعلنا له وبه الیه ولم یقطعنا بجاھه لدیه اٰمین۔**

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہٖ انھیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی، عارب باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لاکر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

نادانستی کہ دلہائے مردماں بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں راز خود بگردانم واگر خواہم روئے درخود کنم۔[171]	تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلو ۱۲م۔

یہی تو اس سگ کوئے قادری غفرلہ بمولاہ نے عرض کیا تھا، ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد میں عرض کیا تھا: ؎

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر   کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پر نور رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہے ؎

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انھیں   آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

[170] بهجة الاسرار فصول من کلامه مرصعا بشیئ من عجائب احواله مصطفی البابی مصر ص ۷۶

[171] نفحات الانس من حضرات القدس ترجمہ شیخ ابو عمرو یفینی از انتشارات کتاب فروشی محمودی ص ۵۲۱

اور یہ اس آیہ کریمہ کا اتباع ہے کہ :

"لَوْشَآءَاللّٰہُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝" [172]	اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع فرمادیتا تو نادان نہ بن۔

اب اس کلام کو ایک حدیث مقید مسلمین و محافظ ایمان و دین پر ختم کریں، امام ممدوح قدس سرہ، فرماتے ہیں :

حدثنا الشیخ الفقیه ابوالحسن علی بن الشیخ ابو العباس احمد بن المبارك البغدادی الحریمی قال اخبرنا الفقیه الشیخ محمد بن عبداللطیف الترمسی البغدادی الصوفی قال كان شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله تعالٰی عنه اذا تكلم بالكلام العظیم یقول عقیبه بالله قولوا صدقت وانما اتكلم عن یقین لاشك فیه انما انطق فانطق واعطی فافرق واومرفافعل والعهدة علی من امرنی ولدیة علی العاقلة تكذیبكم لی سم ساعة لادیانكم وسبب لاذهاب دنیاكم واخركم انا سیاف انا قتال و یحذركم الله نفسه لو لالجام الشریعة علی لسانی لا خبرتكم بما تاكلون وماتدخرون فی بیوتكم انتم بین یدیّ كالقواریر یری مافی بطونكم وظواهركم	یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلا کوئی شک نہیں میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں، اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمھارا میری بات کو جھٹلانا تمھارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے اور اس میں تمھاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں، اور اللہ تعالٰی کی روک میری غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمھیں بتادیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمھارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمھارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے

[172] القرآن الکریم ۶/ ۳۵

لولا لجام الحکم علی لسانی لنطق صاع یوسف بما فیه لکن العلم مستجیر بذیل العالم کیلا یبدئ مکنونة[173]۔ صدقت یاسیدی واللہ انت الصادق المصدوق من عند اللہ وجلی لسان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه و علیك وبارك وسلم وشرف ومجد وعظم وکرم۔	پیش نظر ہے اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر ہے یہ کہ عالم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائے۔اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں، آپ پر بھی اللہ کی رحمت وبرکت اور سلام۔ ۱۲م۔

یہ مختصر عجالہ بصورت رسالہ ظاہر ہوا، اور اس میں دو مسئلوں پر کلام تھا، ایک لفظ "شہنشاہ" دوسرے یہ کہ قلوب پر سید اکرم مولائے افخم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قبضہ وتصرف ہے۔ لہٰذا مناسب کہ اس کا تاریخی نام فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ رکھا جائے۔

والحمد للہ رب العالیمن، وافضل الصلٰوۃ والسلام علی افضل المرسلین واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔اٰمین، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبـــہ

عبدہ المذنب احمد رضاالبریلوی عفی عنه

بمحمدن المصطفی علیه افضل التحیة والثناء

---

[173] بهجة الاسرار کلمات اخبر بها عن نفسه مصطفی البابی مصر ص ۲۴